ولہ الاسماء الحسنیٰ

علیؑ بن ابیطالبؑ

علی بن ابی طالبؑ

"ا" سے "ی" تک

محققِ دوراں مولانا پروفیسر سید بدر الحسن عابدی دام مجدہ

علی ابن ابی طالب

"ا" سے "ی" تک

محققِ دوراں

مولانا پروفیسر سید بدر الحسن عابدی دام مجدہ

سابق صدر شعبہ عربی، بنارس یونیورسٹی

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو اُن ناظرین کرام کے نام معنون کرتا ہوں
جو تحقیق و جستجو کے دلدادہ ہیں اور مذہب محمدؐ و آل محمد علیہم السلام
کی تلاش میں منہمک و سرگرداں ہیں تاکہ نجاتِ اُخروی حاصل ہو۔

کتاب : علیؑ بن ابی طالبؑ

مصنف : پروفیسر مولانا سید بدر الحسن عابدی

ناشر : سید انوار الحسن عابدی

کاتب : سراج رسولپوری

سن اشاعت : ۱۹۹۵ء

تعداد اشاعت : پانچسو

ھدیہ : Rs 35/-

ملنے کا پتہ

ضیاء الملت اکیڈمی

اے ۳/۵ پھاٹک تقی علی خاں، مقیم گنج، وارانسی (۲۲۱۰۰۱)

باسمه

بصد ناز و نیاز

حرفِ آغاز

الحمد لله الّذی بطن خفیّات الامور و دلّت علیه إعلام الظهور، و امتنع علی عین البصیر فلا عین من لّم یره تنکره ولا قلبٌ من اثبته یبصره، سبق فی العلو فلا شیئٌ اعلیٰ منه ولا قرب فی الدّنوّ فلا شیئٌ اقرب منه فلا استعلاؤه باعده عن شیئٍ من خلقه و قربه ساواهم فی المکان به. لم یطلع العقول علی تحدید صفته و لم یحجبها عن واجب معرفته فهو الّذی تشهد له اعلام الوجود علیٰ اقرار قلب ذی الحجود تعالیٰ الله عما یقول المشبّهون و الجاحدون له علوّاً کبیرًا ه

وصلی الله علی النّبیّ المکّی المدنیّ القرشیّ الهاشمی الّذی ارسله الله بالدّین المشهور و العَلَم الماثور و الکتاب المسطور والنور السّاطع والضّیاء اللّامع ازاحة للشّبهات و احتجاجًا بالبیّنات و تحذیرًا بالآیات و تخویفًا بالمثلات.

والصلوٰة و السّلام و التحیة و الاکرام علی الخمسة النّجباء و الائمة الاتقیاء اهل بیت النبوة و معدن الرسالة الّذین هم موضع سرّه و لجاء امره و عیبة علمه و موئل حکمه و کهوف کتبه وجبال دینه بهم أقام الخناء ظهره و أذهب ارتعاد فرائصه لایقاس بآل محمّد صلی الله علیه وآله وسلم من هذه الامة

احد لانھم أساسُ الدّین وعماد الیقین الیھم یفئ الغالی وبھم یلحق التالی ولھم خصائص حق الولایة وفیھم الوصیة والوراثة ولعنة اللہ علیٰ اعدائھم وقتلتھم اجمعین من یومنا ھذا الی قیام یوم الدّین. امابعد:

بندۂ رؤوف راقم الحروف نے اپنی اس قلمی کاوش اور بحدِّ امکان کوشش میں اشرف الانبیاء صاحبِ ماینطق عن الھویٰ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صؐ کے حقیقی وارث وجانشین حضرت امیرالمومنین کے اسماء وکنی (کنیتیں) وخطابات والقاب ارشادات ختمی مآب صؐ کے مطابق وموافق مؤرخین ومحدثین علمائے اہلسنّت والجماعت کی معتبر ومؤثق ومشہور ومعروف تصنیفات وتالیفات سے تلاش کر کے یکجا کیا ہے اور "الف" سے "ی" تک ترتیب دیا ہے، علاوہ ازیں بعنوان حسیں جا بجا، بجا نہ کہ بیجا اپنا نوٹ لگا کے درایتوں اور حقیقتوں کی طرف توجہ دلا کے متنبہ کیا ہے کہ لوگ نظر انصاف سے کام لیں اور امرِ حق کو پہچانیں، دنیا کے دھوکے میں نہ آئیں بلکہ اپنی عاقبت بنائیں۔

فخرِ موجودات مولائے کائنات کے یہ صرف اسماء وکنی (کنیات) والقاب وخطابات نہیں ہیں بلکہ یقیناً من جانب حق تعالیٰ واز طرف علی اعلیٰ بطفیل محبوبِ خدا اور بوجہ ولائے مرتضیٰ پئے حصول انعام واکرام ایزدی ونجاتِ اخروی، بہشت وکوثر پانے کے لئے اور قصرِ جنّت تک جانے کے لئے رہنمائے جادۂ عین الیقین اور پیشوائے بارگہِ حق مبین ہیں۔ بہر حال اگر دین ودیانت سے کام لے اور حق وصداقت سے نہ ہٹے اور اس صحیفۂ مودت وجریدۂ عقیدت کو بچشم ہوش وبنگاہ حق نیوش مطالعہ ومشاہدہ کرے تو صراط علی مستقیم مل کر رہے گی اور پھر حبل اللہ المتین ہاتھوں سے نہ چھوٹے گی۔

یہ بندۂ عاصی ورہرو صراط السّوی جب اس کتاب کی بلحاظ ابجد ہوز حطّی تصحیف کر چکا اور اس کو ترتیب دے چکا تاکہ کتابت کرا کے زیورِ طبع سے آراستہ کرا دے کہ

علی گڑھ جانا ہوا اور مسودہ کو ساتھ لیتا گیا تو نورعین حضرت ظفرالملت طاب ثراہ یعنی نورچشم پروفیسر سیّد علی الحسن رضوی سلمہ اللہ نے اس کو دیکھا اور یہ مشورہ دیا کہ جو ترتیب حروف تہجّی قاعدۂ بغدادی کی ہے ترتیب وہی رکھی جائے تو ان کی بات مان لی مگر اس تبدیلی میں مجھے بڑی محنت کرنی پڑی۔

حسن اتفاق کہ ان کے پاس ایک کتاب ملی جس کو پڑھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی، جناب سید قائم رضا نسیمؔ امروہوی جانشین حضرت شمیمؔ امروہوی طاب ثراہما وطیّب اللہ رمسہما پر اس میں بیش بہا مقالات و ملفوظات فضلائے نامور و ادبائے ذی ہنر کے درج تھے۔ اس کے مرتّب جناب ڈاکٹر سید محمد سیادت نقوی امروہوی ہیں اور اس کتاب کا نام "حضرت نسیمؔ امروہوی — ایک تعارف" ہے۔ اس میں حضرت نسیمؔ پدر عالیقدر قسیمؔ سلمہ اللہ کے مسدس کے چند بند ملے، جو الف سے ی تک فضایل مولا علیؑ پر مشتمل تھے۔ انھیں ذیل میں درج کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں اور اس عظیم شاعر آل محمدؐ کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں؛ دل سے دل کو راہ ہوتی ہے اور اہلِ ولا کی بات یکساں نکلتی ہے۔

متصل سرحد واجب سے ہے امکان علیؑ
جو کہو بعد پیمبرؐ وہ ہے شایانِ علیؑ
ہو سکا اہلِ جہاں سے کہاں عرفانِ علیؑ
غل مچایا ، ہیں غلو کار غلامانِ علیؑ
ہو رسا ذہن جو قرآن کے اک نقطے تک
سر بسر ان کے فضایل ہیں الف سے یے تک

ہاں "الف" سے ہیں یہ اسلام کی نصرت کے اسیر
"بے" سے بخشش کی ہیں بنیاد براءت کے بشیر
"تے" سے تقدیس کی تخمیر، تراب تطہیر
"ثے" سے ثابت ہے ثبات قدم عرش سریر

"جیم" سے جادۂ ایماں ہے جماعت کے لئے
"حے" سے ہیں حصن حصین حق کی حمایت کے لئے
"خے" سے خالق کے خلیفہ خلف خیر وریٰ
"دال" سے دعوتِ حق، دافعِ غم، دفع بلا
"ذال" سے ذی حشم و ذی شرف و ذکر و ذکا
"رے" سے ہیں رحمت رب "زے" سے زعیم زعما
"سین" سے سایۂ حق، ساقیٔ کوثر حیدرؑ
سرورِ دیںؐ ہیں جسد، سر ہیں سراسر حیدرؑ
"شین" سے "شیر خدا" اور شریک شہداء
شفقتِ شافعِ محشر سے شفیع دوسرا
"صاد" سے صاد کی صورت صمدیت کی صدا
صابر و صادق و صدیق بصد صدق وصفا
"ضاد" بولا انہیں ضرغام وغا بھی کہیئے
"ضالیں" چیخ اٹھے ضرب خدا بھی کہیئے
"طا" سے ہیں طنطنۂ طلعت طور سینا
طرح انداز و طرفدار طریق طٰہٰ
طیّب و طاہر و طغریٰ کش طیب و طوبیٰ
"ظا" سے ظاہر ہے ظفریاب ہے یہ ظلِّ خدا
"عین" سے عین خدا عین ابو طالبؑ ہیں
"غین" کا غل ہے کہ یہ غالب ہر غالب ہیں
"فے" سے فاروق بھی فارق بھی ہیں فرقان بھی ہیں
فاتح و فاتحہ بھی فتح کا فرمان بھی ہیں
فضل بھی، فیض بھی، فیاض بھی فیضان بھی ہیں
"قاف" سے شور ہے تا قاف کہ قرآن بھی ہیں

قاب قوسین میں قیوم کی قدرت ہیں علیؑ
قل ھو اللہ احد کے قد و قامت ہیں علیؑ
"کاف" سے کاسرِ اصنام و کریم و کرار
"لام" سے لہجۂ قوسین لب حق گفتار
"میم" سے ملّتِ مرحومہ کے مالک مختار
"نون" سے نعمت انعمت علیہم بکنار
ہر قدم "واو" کا نعرہ ہے کہ اے واہ علیؑ
"ہے" سے ہادی ہیں علیؑ "یے" سے یداللہ علیؑ

اس کتاب باصواب میں جو کچھ بھی روایات و واقعات منجملۂ منقولات اصحاب نبی و فرمودات صاحب وحی ہیں وہ صرف ان علماء محققین و فضلائے کاملین کی استخراج کردہ و صحیح قرار دادہ ہیں جن کی شان و عظمت و قدر و قیمت عند المسلمین یعنی نزد سواد اعظم مسلمین محکم و مسلّم ہے۔ ان کی تصنیفات و تالیفات کے مندرجات بہ سلسلۂ القاب و خطابات مولائے کائنات باسوادوں کے لئے لائق انکار نہیں خواہ کم سوادوں کے نزدیک قابل اعتبار نہ ہوں، چنانچہ عقیدتمندان باصفا و ارادتمندان خوش نوانے نہ صرف نثراً بلکہ نظماً بھی منقبت خوانی کے جوہر دکھائے اور اشعار میں حضرت علیؑ کے القاب و خطابات کو بروئے کار لائے جنہیں ہم اجمالی طور پر پیش کر رہے ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں:

شاعرِ بے مثال و شیریں مقال حضرت علامہ اقبال فرماتے ہیں:۔

مسلم اول شہ مرداں علیؑ — عشق را سرمایۂ ایماں علیؑ
(سابق الاسلام و منارۂ ایمان)

از ولائے دودمانش زندہ ام — در جہاں مثل گہر تابندہ ام
نرگسم وارفتۂ نظارہ ام — در خیابانش چو بو آوارہ ام
زمزم ار جوشد ز خاک من ازوست — مئے اگر ریزد ز تاک من ازوست

خاکم و از مہر او آئینہ ام
می تواں دیدن نوا در سینہ ام

از رخ او فال پیغمبرؐ گرفت
ملت حق از شکوہش فر گرفت

(حضرت علی کے چہرے سے رسولؐ خدا فال لیتے تھے)

قوت دین مبیں فرمودہ اش
کائنات آئیں پذیر از دودہ اش

مرسلؐ حق کرد نامش بوترابؓ
حق ید اللہ خواند در ام الکتاب

(ابوتراب و ید اللہ)

ہر کہ دانائے رموز زندگیست
سرّ اسمائے علیؓ داند کہ چیست

خاک تاریکی کہ نام او تن است
عقل از بیداد او در شیون است

فکر گردوں رس زمیں پیما از او
چشم کور و گوش ناشنوا از او

از ہوس تیغ دورو دارد بدست
رہروان را دل بریں رہزن شکست

مرتضیٰ کز تیغ او حق روشن است
بوتراب از فتح اقلیم تن است

(بوترابؓ، مرتضیٰؓ، صاحب ذو الفقار)

مرد کشور گیر از کراری است
گوہرش را آبرو خودداری است

(کرّار، نفس اللہ)

ہر کہ در آفاق گردد بوترابؓ
باز گرداند ز مشرق آفتاب

(معجزۂ ردّ شمس)

ہر کہ زیں بر مرکب تن تنگ بست
چون نگیں بر خاتم دولت نشست

زیر پاش اینجا شکوہ خیبر است
دست او آنجا قسیم کوثر است

(فاتح خیبر و ساقی کوثر)

از خود آگاہی ید اللّٰہی کند
از ید اللّٰہی شہنشاہی کند

(من عرف نفسہ عرف ربہ قول مولا، اور ید اللہ)

ذات او دروازۂ شہر علوم
زیر فرمانش حجاز و چین و روم

(باب علم النبیؐ اور مولائے کائنات)

حضرت علیؑ نے حالت رکوع میں جب سائل کو اپنی انگشتری بطور زکوٰۃ دی تو اس پر قرآنی آیت انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین یقیمون الصلوٰۃ و یوتون الزکوٰۃ وھم راکعون ۵ نازل ہوئی " بذل وسخا و ایثار " کی سرخی میں امیر المومنین کے اس آیت کے مصداق ہونے کی حدیثیں نقل کر کے صاحب " نفایس المنن " نے صہ ۱۳۹ اور صفہ ۱۴۰ پر حسب ذیل اشعار درج کئے ہیں جو نور الدین ملا جامی کے نظم کردہ ان کے ہفت بند سے لئے گئے ہیں۔

۱۔ گر معزز گشت انفاس مسیحا در کلام   در یقیمون الصلوٰۃ آمد ترا اعزاز ہا
گر بہ عزت مصطفےٰ را در ید اللہ برکشید   گشت منزل بہر اعزاز تو نص انما

(باب علم النبی و ید اللہ اور
مصداق آیۂ انما)

در بطاعت گفت عیسیٰؑ را داو صافی ترا
در یقیمون الصلوٰۃ آمد ولایت از خدا

(راکع ، ولی اللہ)

۲۔ حکیم سنائی فرماتے ہیں : (نفایس المنن علامہ حافظ حیدر علی حنفی صہ ۱۳۹)

در قیام و قعود عود او کرد   در رکوع و سجود جود او کرد

(جواد و راکع و ساجد)

۳۔ مثنوی معنوی میں مولوی رومی فرماتے ہیں : (نفایس المنن صہ ۱۳۹)

پاک و منزہ از صفات ممسوس گشتہ او بذات
دادہ زکوٰۃ اندر صلوٰۃ اللہ مولانا علیؑ

(ممسوس فی ذات اللہ)

۴۔ حکیم ناصر خسرو کہتے ہیں : (نفایس المنن صہ ۱۳۹)

آنچہ علیؑ داد در رکوع فزونست
زانچہ ہمہ عمر داد حاتم طائی   (مقصود انما)

۵۔ فردوسی طوسی کے اس شعر کو چونکہ اس کی تعریف کے ساتھ صاحب نفایس المنن نے درج کیا ہے اس لئے ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔

شہا تراست مسلّم کرم کہ گاہ رکوع

کند برائی حق انگشتری نثار انگشت (صاحب انما)

۶۔ مولانا قاسم کہتے ہیں: (نفایس المنن ص۱۴۰)

بہ سایل داد خاتم در نماز آن معدن احسان

دل پاکیزہ اش چون بود فارغ از زر و زیور (ولی اللہ)

آیۂ سورۃ الدہر وَیُطۡعِمُونَ الطَّعَامَ علیٰ حبّہٖ مسکیناً وَّ یتیماً وَّ اسیراً ہ کے ذیل میں صاحب نفایس المنن نے خواجہ فرید الدین عطار کا حسب ذیل شعر ص۱۴۲ پر نقل کیا ہے۔

بہ مسکیں نانی از بہر خدا داد

خداوند جہانش ہل اتیٰ داد (صاحب ہل اتیٰ)

اور یہ شعر بھی انہیں کا ہے

ز مشرق تا بمغرب گر امام است

علیؑ و آلؑ و اولادش تمام است

۸۔ خواجہ عبداللہ انصاری فرماتے ہیں:

آن شنیدی کہ حیدر کرار (حیدر و کرار و قالع خیبر) کافران کشت قلعہا بگشاد

تا نداد آن سہ قرص نان جوین هفدہ آیت خداش نفرستاد (مقصود سورۃ الدہر)

۹۔ ملا جامی فرماتے ہیں:

نوح را عبداً شکوراً گفت در اسریٰ ولے

سعیکم مشکوراً آمد مرترا در ھل اتیٰ (صاحب ہل اتیٰ)

با ملائک مرترا اندر تخافوں یاد کرد
باز در اِنّا نخاف حمد میگوید خدا

(ماخوذ از مناقب مرتضوی محمد صالح کشفی صـ۳۶)

۱۰- سلمان ساوجی امیر المومنین کی مہمان نوازی وکرم کے بارے میں کہتے ہیں:
(نفایس المنن صـ۱۴۳)

ای برابر کردہ ایزد باخلیلی در وفا　　آیۂ یوفون بالنذر است بر قولم گوا
بود با ایوب ہمسر درگہ صبر و شکیب　　گشتہ با جبرئیل ہمرہ در رہ خوف و رجا
(صابر)

نوح را در شکر گر عبد الشکورا گفت گفت
از برایت سعیکم مشکورا اندر ھل اتیٰ
(صاحب ھل اتیٰ)

۱۱- حضرت کے حلم کی مدح میں جلال الدین رومی دفتر اول مثنوی معنوی میں فرماتے ہیں: (نفایس المنن صـ۱۴۳)

نوٹ: (یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ جب عمرو بن عبدود کے سینہ پر حضرت سوار تھے اور اس نے آپ کے رخ پر لعاب دہن پھینکا اور آپ اس کے سینہ کو چھوڑ کر الگ ہو گئے اس لئے کہ وہ راہ خدا میں جہاد فرما رہے تھے اور غصہ کی حالت میں اس کو قتل کرنا نہیں چاہتے تھے۔)

اُو خیو انداخت بر روئے علیؑ　　افتخار ہر نبی و ہر ولی
(افضل الناس وخیر البشر و امام الاولیاء)

اوخیو انداخت بر روئی کہ ماہ　　سجدہ آرد پیش او شام و پگاہ
در زماں انداخت شمشیر آن علیؑ　　کرد او اندر غزایش کاہلی
گشت حیران آن مبارز زین عمل　　از نمودن عفو و رحم بے محل

اے علیؑ کی جملہ عقل و دیدۂ　　شمۂ وا گو از انچہ دیدۂ

راز بکشا ای علیؑ مرتضیٰ　　ای پس سوء القضا حسن القضا

(علی، مرتضیٰ، قاضی دین رسول اللہ)

چوں تو بابی آن مدینہ علم را　　چوں شعاعی آفتاب حلم را

(باب علم النبیؐ، حلیم)

کہ بفرمایا امیر المومنین　　تا بجنبد جان بہ تن ہمچو جنین

(امیر المومنین)

در محل قہر این رحمت زچیست　　اژدہارا دست دادن کار کیست

گفت تیغے از پئے حق میزنم　　بندہ حقم نہ مامور تنم (نفس اللہ و ید اللہ)

شیر حقم نیستم شیر ہوا　　فعل من بر دین من باشد گوا

(قرم، اسد اللہ، لیث بنی غالب و ناصر دین اللہ)

۱۲- حکیم سنائیؒ (حدیقہ) میں فرماتے ہیں: (نفایس المنن بحوالۂ مناقب مرتضوی محمد صالح کشفی ص۲۸)

نائب کردگار حیدرؓ بود　　صاحب ذو الفقار حیدرؓ بود

(خلیفۃ اللہ، حیدرؓ، صاحب ذو الفقار)

مہر و کینش دلیل منبر و دار　　حلم و خشمش قسیم جنت و نار

(قسیم نار و جناں)

۱۳- علامہ محمد صالح کشفی فرماتے ہیں (مناقب مرتضوی ص۲۱ ماخوذ از نفایس المنن ص۱۵۴)

علیؑ آمد ولیّ ہر مؤمن　　اقتدا کن چو مومناں بولی

(ولی المومنین)

سرور انبیاء چنیں فرمود　　کہ علیؑ از من است و من ز علیؑ

(علیؑ منی و انا منہ

۱۴- محمد صالح کشفی ایک اور جگہ فرماتے ہیں (نفایس المنن صے

صـ۱۶۵ ماخوذ از مناقب مرتضوی صـ۴۸):

مہتر انبیاء و بہتر خلق گفت در شان شاہ دیں پرور

کہ علی گر نمی شدی مخلوق خود نمی داشت فاطمہ ہمسر

(زوج بتول)

۱۵- مدح مولا علیؑ میں شیخ سعدی فرماتے ہیں:

در بحر فضل و کرامتی گل باغ حسن و لطافتی

چہ بہار رحمت آیتی بولائی دولت ھل اتیٰ

(صاحب ہل اتیٰ)

بہ نگاہ لطف و کرم بہ بین کرمی بکن بہ من حزیں

کہ سزد ترا ہمہ ایں چنیں دل و جان حضرت مصطفےٰ

(نفس رسول)

تو انیس خاطر بیدلی تو نصیب عاشق بسملی

گرہی کشا کہ تو کاملی مثل سفینۃ للنجیٰ

(سفینۂ نجات)

نظری بعہد شباب کن تو خراب بادۂ ناب کن

بکمال لطف خطاب کن تو امیر کشور لافتیٰ

(لافتیٰ)

تو ولی و سرور اتقیا تو حبیب احمدؐ مجتبیٰ (حبیب، ولی اللہ، سید الاتقیاء)

بفروغ آیت انما تو علیؑ حیدر مرتضیٰؑ (مصداق انما، علی، مرتضیٰ اور حیدر)

۱۶- آخر میں ہم حسان بن ثابت شاعر النبیؐ کے دو شعر

نفایس المنن صـ۳۸۵ سے مع اردو ترجمہ کے پیش کرتے ہیں:

یا قوم من مثل علیٍّ و قد رُدّت علیہ الشمسُ من غائبٍ (رد شمس)

ترجمہ : اے قوم۔ علیؑ کے مثل کون ہے جن کے لئے آفتاب ڈوب کر پھر واپس لایا گیا۔

اخو رسول اللہ وصهره والاخ لا یعدل بالصاحب

(اخو رسول اللہ داماد رسول)

ترجمہ : (علی) رسول اللہ کے بھائی اور داماد ہیں اور دوست بھائی کے برابر نہیں ہو سکتا۔

حرف آغاز طویل ہو گیا جس کو ہم نے یہیں پر ختم کر دیا ورنہ ہمارا ارادہ تھا کہ کتب علمائے اہلسنت والجماعت ہی سے حضرت علیؑ کے مفصّل احتجاجات کو نقل کر کے اور ترجمۂ اردو دے کے دکھاتے کہ صدیق اکبر حیدرؑ صفدر نے اپنے ان القاب وخطابات کو اپنی حقانیت و وراثت و ولایت وسیادت کی سند و شہادت میں اصحاب رسولؐ کے روبرو پیش کیا تاکہ اتمام حجت بحدِ غایت ہو جائے۔ فقط

بندۂ ذو المنن

سیّد بدر الحسنؔ عابدی الحسینی

حضرت امیر المومنین جناب علی بن ابیطالب علیہما السلام کے

اسماء، کنی (کنیّتیں) القاب و خطابات

(الف سے ی تک)

(الف)

۱۔ **ابو تراب** : جناب عمار یاسر روایت کرتے ہیں کہ ہم اور جناب امیرؑ غزوۂ ذوالعشیرہ میں ہمرکاب تھے جب رسولِ خداؐ وہاں پر پہونچے، بنی مدلج کے کچھ لوگوں کو وہاں پر نخلستان میں ایک کنوئیں پر کام کرتے ہوئے ہم نے دیکھا، ہم لوگ اسے دیکھتے رہے کہ ہم پر نیند طاری ہوگئی اور وہیں پر زمین پہ سوگئے۔ آنحضرتؐ نے ہم کو ٹھوکر مار کر جگایا۔ ہم بالکل گرد میں اَٹے تھے۔ اُسی روز حضورؐ نے حضرت علیؑ کو گرد آلود دیکھ کر ابو تراب کا خطاب مرحمت فرمایا۔

(ارجح المطالب ص۱۴۱ و ص۱۵۱ ماخوذ از مناقب احمد بن حنبل و مستدرک حاکم)

علامہ اقبال فرماتے ہیں :

ہر کہ در آفاق گردد بو تراب
باز گرداند زمغرب آفتاب

(مثنوی رموزِ بے خودی)

۲۔ **ابو الحسنؑ** : حضرت امام حسن علیہ السلام کے حضرت علیؑ پدرِ بزرگوار ہیں۔

۳۔ **ابو الحسینؑ** : حضرت امام حسین علیہ السلام کے بھی حضرت علیؑ پدرِ عالی مقدار ہیں۔

۴۔ **ابو السبطین** : امام حسن اور امام حسین علیہما السلام نواسے ہیں سرکارِ دوعالمؐ کے اور ان کے والدِ ماجد حضرت علیؑ ہیں۔

۵۔ ابو ریحانتین : جناب امیر المومنین علیہ السلام کے دونوں فرزندوں حسن وحسین علیہما السلام کے لئے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے دو پھول ہیں لہٰذا آپ کو ابو ریحانتین بھی کہا جاتا ہے۔

حوالے : (۱) ارجح المطالب علّامہ عبید اللہ امرتسری مطبوعہ عالمگیر پریس لاہور، ۱۳۵۱ھ طبع چہارم ص۹ (۲) خصائصِ مرتضوی مترجم اردو حدیث نمبر ۱۳۸ تا ۱۴۳، نجفی ہاؤس، نشان پاڑا روڈ، بمبئی ۹ ۱۹۸۵ء

(۱) ابن عباس کہتے ہیں کہ فرمایا رسولِ خداؐ نے کہ اے خدا گواہ رہنا کہ میں نے لوگوں تک یہ بات پہونچادی ہے کہ یہ (علیؑ) میرا بھائی اور میرا داماد اور میرے بچوّں کا باپ ہے، پروردگارا جو اس کو دشمن رکھے تو اس کو اوندھا نارِ دوزخ میں گرادے۔

(۲) ابن عبّاس راوی ہیں کہ میں اور (میرے والد) عباس بن عبدالمطلب رسولخداؐ کے پاس حاضر تھے کہ اتنے میں حضرت علیؑ تشریف لائے اور سلام عرض کیا۔ آنحضرتؐ نے جواب سلام دیا اور اٹھ کے معانقہ کیا اور پیشانی کو بوسہ دیا۔ عبّاس نے پوچھا یارسول اللہ آپ ان (علیؑ) سے بہت محبّت فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا : اے چچا میں اس (علیؑ) سے بہت محبّت رکھتا ہوں (اس لئے) بے شک خداوند کریم نے ہر نبی کی ذریت کو اُسی کے صلب سے قرار دیا (مگر) میری ذریت کو علیؑ کے صلب میں قرار دیا۔

حوالہ : مذکورۂ بالا دونوں حدیثیں اور اسی مطلب کی چار اور حدیثیں علاّمہ عبید اللہ امرتسری نے خصائص مرتضوی میں ص۴۳۴ وص۴۳۵ پر نقل کی ہیں۔

۶۔ ابو محمد : حضرت علیؑ کے فرزند جناب محمد بن حنفیہ بڑے بہادر تھے، حضرت علیؑ کے پاس ایک زرہ آئی جو بڑی تھی۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ بیٹا اسے اس جگہ سے چھوٹی کردو۔ محمد بن حنفیہ نے ایک ہاتھ سے زرہ پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے زور کرکے اتنا حصّہ توڑ کر الگ کردیا۔

حوالہ : وفیات الاعیان ابن خلکان جلد اوّل ص۴۴۹

حضرت علیؑ نے رسول خدؐا کے نام نامی محمدؐ کے نام پر اپنے اس فرزند کا نام رکھا۔

۷۔ **احبّ الخلق :** انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خدؐا کی خدمت میں بُھنا ہوا طائر بطور ہدیہ پیش کیا گیا اس وقت آپ نے دعا فرمائی کہ اے خدا جو شخص ساری مخلوقات میں تیرا محبوب ترین ہو اس کو اس وقت میرے پاس بھیج دے تاکہ میرے ساتھ اس طائر کو کھائے۔ انس کہتے ہیں کہ یہ سُن کر میں نے اپنے دل میں کہا اے خدا وہ شخص انصاری میں سے کوئی ہو۔ اس وقت (حضرت) علیؑ تشریف لائے۔ میں نے انھیں ٹالنے کی خاطر کہہ دیا کہ حضورؐ مشغولِ کار ہیں وہ چلے گئے اس وقت اُن کی آہٹ سن کر جناب رسول خدؐا نے مجھ کو حکم دیا کہ دروازہ کھول دو۔ میں نے دروازہ کھول دیا اور حضرت علیؑ اندر آگئے تو آنحضرتؐ نے پوچھا کہ تم نے اتنی دیر کیوں کی۔ انھوں نے کہا کہ یہ تیسری دفعہ ہے کہ میں آیا ہوں اور ہر دفعہ انس نے کہا کہ آپ مشغولِ کار ہیں۔ آنحضرتؐ نے انس سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ انس نے عرض کیا کہ میں نے آپ کی دعا سنی تھی مگر میں چاہتا تھا کہ میری قوم سے کوئی شخص آئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا : یہ شخص (انس) حق سے نہیں اپنی قوم سے محبّت رکھتا ہے۔

عبداللہ بن انس اپنے باپ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ بُھنا ہوا طائر رسول خدؐا کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے دعا کی کہ بار الہا اِس وقت اس شخص کو میرے پاس بھیج دے جو تمام خلق میں تیرا محبوب ترین ہو تاکہ اس طعام میں شریک ہو کر میرے ساتھ کھائے۔ یہ سن کر حضرت عایشہ نے کہا کہ اے خدا میرے باپ کو بھیج دے اور حضرت حفصہ نے کہا کہ اے خدا میرے باپ کو بھیج دے اور میں (انس) نے کہا اے خدا سعد بن عبادہ کو بھیج دے۔ انس کہتے ہیں کہ اتنے میں میں نے دروازہ پر آہٹ محسوس کی اور حضرت علیؑ وہاں آگئے، انھوں نے سلام کیا میں نے جواب دیا کہ رسول خدؐا کام میں مصروف ہیں پس وہ واپس گئے پھر میں نے دروازہ پر آہٹ سنی اور حضرت نے سلام کیا اور رسول خدؐا نے ان کی آواز سنی اور مجھ سے کہا کہ دیکھو کون ہے، میں باہر نکلا تو حضرت علیؑ کو

وہاں پایا، یہیں آنحضرتؐ کو اس کی خبر دی آپ نے کہا کہ ان کو بلاؤ، حضرت علیؑ داخل ہوئے اور رسول خداؐ نے نہایت خوش ہو کر ان کے ساتھ (اس بھنے ہوئے طائر کو) کھایا۔ (مسند ابویعلی)

اہم حوالے: (۱) مستدرک حاکم جز ۳ (کتاب معرفۃ الاصحاب ترجمۂ علیؑ بن ابی طالب ص ۱۳۰ تا ۱۳۳ (۲) مناقب الموید موفق بن احمد اخطب خوارزمی ص ۶۷، ۷۰ (۳) ابو القاسم ابن عساکر تاریخ شام ترجمہ علیؑ بن ابیطالبؑ (۴) ابن اثیر جامع الاصول (۵) تذکرۂ خواص الامہ سبط ابن جوزی ص ۲۳ (۶) ابن تیمیہ منہاج السنہ جزو ۳ ص ۱۳ و جزو ۴ ص ۹۹۔

ابن کثیر شامی نے البدایہ والنہایہ جزو ۷، ص ۳۵۲ میں لکھا ہے "اس حدیث طیر کی صحت کی لوگوں نے تصدیق و توثیق کی ہے اور مستقل کتابیں اس حدیث پر لکھی ہیں اور ابو جعفر طبری نے ایک کتاب لکھی جس میں حدیث طیر کے طرق اور الفاظ جمع کئے گئے تھے اور میں نے وہ کتاب دیکھی ہے۔"

اور ابن تیمیہ نے منہاج السنہ میں لکھا ہے کہ ابو موسیٰ مدنی کہتے ہیں کہ بہت سے علماء نے حدیث طیر کے طرق بوجہ اعتبار و معرفت جمع کئے ہیں مثلاً حاکم نیشاپوری، ابونعیم اور ابن مردویہ۔

مزید حوالے: (۱) ترمذی کی سنن (۲) احمد بن حنبل کی زوائد مسند (۳) امام نسائی کی خصائص مرتضوی حدیث نمبر ۹ ص ۱۱

نوٹ: خداوند عالم عادل حقیقی ہے بغیر اس کے کہ کوئی شخص ایمان و عرفان و یقین و اعمال و افعال میں سب سے بلند اور بہتر نہ ہو اللہ اسے اَحَبِّ خلق قرار نہیں دے سکتا۔ قرآن مجید میں وہ صاف لفظوں میں اعلان کر چکا ہے کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ (یعنی تم میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار اور خوف خدا رکھنے والا ہو) اور یہ کہ جو سب سے بڑا متقی ہے وہی اللہ کا سب سے بڑا چہیتا اور محبوب

ہے اور جو احب خلق ہے وہی افضل الناس ہے اور جو افضل الناس ہے وہی بعد رسولؐ ان کی مسند کا وارث اور ان کا وصی و جانشین ہے۔

۸۔ اخو رسولؐ اللہ : انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ علیؑ میرا بھائی میرا وزیر اور میرا خلیفہ اور میرے بعد سب سے افضل ہے اور وہ میری ذمہ داریوں کا ادا کرنے والا اور میرے وعدے کا پورا کرنے والا ہے۔

(ینابیع المودۃ شیخ قندوزی (المودۃ السادستہ) ص ۲۴۸ تا ۲۵۳)

جناب سرور کائناتؐ نے صحابہ کی جماعت میں انصار و مہاجرین کے مابین عقد مواخاۃ (بھائی چارہ) قایم کیا اور ارشاد فرمایا کہ مجھے حکم خداوندی ہے کہ میں تم لوگوں کے درمیان صیغۂ اخوت جاری کروں اور تم لوگ بھائی بھائی آپس میں بن جاؤ۔ اس کے بعد آپ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ یہ میرا بھائی ہے چوں کہ میں سید المرسلین، امام المتقین اور رسول رب العالمین ہوں اور بندوں میں سوائے علیؑ کے کوئی شخص میرا ہم پلّہ اور مثیل نہیں۔ اس بنا پر یہ دونوں بزرگوار بھائی بھائی تھے۔

(ترجمہ) عبارت ماخوذ از سیرۃ النبی تاریخ ابن ہشام الجزء الثانی ص۱۲۳ و ص۱۲۴، مطبوعہ مطبع حجازی، قاہرہ، مصر (۲) خصائص مرتضوی مرتبہ راقم الحروف "ذکر الاخوۃ" ص ۴۷ تا ۸۷

۹۔ اسد اللہ : عبداللہ بن عباس نے کہا کہ سرور عالم منبر پر تشریف لے گئے، خطبہ ارشاد فرمایا اور حمد و ثنائے معبود کے بعد وعظ فرما کر رونے لگے اور دریافت کیا کہ علیؑ کدھر ہیں۔ مولائے کائناتؑ نے فرمایا کہ میں حاضر ہوں۔ حضرت علیؑ کو اپنے قریب بلایا اور سینہ سے لگا کر پیشانی کا بوسہ دیا اور اس قدر روئے کہ رخسار مبارک آنسوؤں سے تر بہ تر ہو گیا۔ اس کے بعد باآواز بلند فرمایا: مسلمانو! یہ علیؑ میرا داماد اور میرا گوشت اور میرا خون ہے۔ یہ سبطین (میرے نواسوں) کا باپ ہے اور حسنؑ و حسینؑ جوانانِ جناں کا باپ ہے۔ علیؑ مجھ سے تکلیف کو دور کرنے والے ہیں

اور زمین پر "خدا کے شیر" ہیں، ان کے دشمنوں پر خدا کی پھٹکار ہو، یہ خدا کی برہنہ شمشیر ہیں۔ اللہ و رسولؐ اس کے دشمنوں سے بیزار ہیں اور جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کی خوشنودی کا طلب گار ہے وہ بھی اس کے دشمن سے بیزار رہے۔ تم لوگوں کو چاہئے کہ حاضر و غائب سب کو مطلع کر دے۔

(ارجح المطالب، عبید اللہ امرتسری ص۳۵)

۱۰۔ الامین : انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خداؐ ابو ہریرہ سے یہ فرما رہے تھے کہ بروز قیامت علیؑ میرے "امانت دار" ہوں گے۔ (ارجح المطالب ص ۴۶)

۱۱۔ امام الاولیاء : انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبولؐ ابو برزۂ اسلمی سے کہا کرتے تھے کہ علیؑ ہدایت کا علم، ایمان کا منارہ اور "ولیوں کا امام" ہے۔

(ارجح المطالب ص ۳۴)

۱۲۔ امام البررہ : جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

"علیؑ امام البررہ یعنی نیکو کاروں کے امام ہیں۔ (ارجح المطالب ص ۳۴)

۱۳۔ امام المتقین : جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ پروردگار عالم نے مجھے علیؑ کے بارے میں وحی کی کہ علیؑ امام المتقین یعنی "اہل تقویٰ کا پیشوا" ہے۔ (ریاض النضرہ محب طبری جز ۲، باب ۴، فصل ۶، ص ۱۷۷)

۱۴۔ امیر النحل : رسول خداؐ نے فرمایا: اے علیؑ تم مومنین کے یعسوب (امیر النحل) ہو اور منافقوں کا یعسوب زر و مال دینا ہے۔

حوالے : مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی مودۃ ۷ و ینابیع المودۃ باب ۵۶، ص ۲۴۸

۱۵۔ امیر المومنین : ایک مرتبہ جناب رسالتمابؐ اپنے بیت الشرف کے صحن میں دحیۂ کلبی کی آغوش میں سر رکھے سو رہے تھے کہ حضرت علیؑ تشریف لائے اور السلام علیک فرمایا تو دحیۂ کلبی نے جواب سلام کے بعد مولا سے کہا کہ میں آپ کو از حد دوست رکھتا ہوں اس لئے کہ مجھے آپ کے بہت سے مناقب معلوم ہیں منجملہ ان کے

آپ امیرالمومنین ہیں۔ یہ کہہ کر دحیۂ کلبی نے آنحضرتؐ کا سر مبارک حضرت علیؑ کی گود میں دے دیا۔ جب حضورؐ کی آنکھ کھلی تو فرمایا کہ دحیۂ کلبی کی شکل میں جبرئیل امین تھے جنھوں نے میرا سر تمھاری گود میں دے دیا اور جن القاب سے خداوند عالم نے تم کو ممتاز کیا ہے ان سے تم کو آگاہ کرنے کے لئے آئے تھے۔ آنحضرتؐ نے صحابہ کو حکم دیا تھا کہ حضرت علیؑ کو امیرالمومنین کہہ کر پکارا کریں اور یہ بھی فرمایا کہ علیؑ اس وقت بھی امیرالمومنین تھے جب حضرت آدمؑ مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔

(ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی مفتی قسطنطنیہ مطبوعہ اسلامبول ،
باب ۵۶ ، ص ۲۴۸)

١٦۔ انزع البطین : ابو ایوب انصاری راوی ہیں کہ رسول خداؐ فرماتے تھے کہ یا علی بیشک اللہ نے تجھے بخش دیا ہے اور تیری اولاد ، تیرے اہل اور تیرے شیعوں کو بھی۔ پس تم لوگوں کو اس خوش خبری سے مطلع کر دو، تم انزع اور بطین ہو۔ ابو سعید تیمی نے حضرت علیؑ کو بزرگ شکم کہا تو مولا نے فرمایا بے شک اس بطن کے اوپر علم ہے اور اندر اس کے طعام ہے۔ انس بن مالک نے کہا رسول خداؐ نے ابو ہریرہ سے کہا تو میں سن رہا تھا کہ قیامت میں علیؑ میرا امانتدار ہو گا۔

(ینابیع المودۃ شیخ قندوزی باب ۵۶ ،ص ۲۴۸ ومودۃ القربیٰ ، سید
علی ہمدانی ، مودت ۲ ارجح المطالب عبید اللہ امرتسری ص ۵۶)

نوٹ : انزع ، کے معنی پیشانی کے دونوں جانب لٹکے ہوئے بال ہے اور بطین
بطن سے ہے بمعنی پیٹ اور بطین بمعنی بزرگ شکم۔

١٧۔ ایلیا : یوم خیبر جناب رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ جاؤ جبرئیل امینؑ تمھارے ساتھ ہیں اور فتح تمھاری پیشوائی کر رہی ہے ، یہودیوں نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ جو شخص ان کو ہلاک کرے گا اس کا نام ایلیا ہے ، جس وقت وہ مقابلہ پر آئیں تو ان سے بتا دینا کہ میں علی ہوں پس وہ شکست کھائیں گے۔ چنانچہ یہودیوں کے ایک عالم نے جب آپ کا نام پوچھا تو ان لوگوں کو یقین ہو گیا کہ انھیں حضرت علیؑ

مغلوب کریں گے اور اس عالم نے یہ بھی کہا کہ توارت میں جو کچھ موسیٰؑ نے کہا ہے، وہ سچ ہے۔

نوٹ: عبرانی زبان میں "ایل" کے معنی اللہ ہیں اور عربی میں اللہ کو علی اعلیٰ کہتے ہیں۔ اس اعتبار سے علی اور ایلیا کا اسم باری تعالیٰ سے مطابقت رکھنا برحق ہے ویسے ہی جیسے محمود کے مطابق محمدؐ سرکار رسالت کا اسم گرامی ہے

(ارجح المطالب عبید اللہ امرتسری مطبوعہ لاہور ۱۳۵۱ھ ص ۶۰)

۱۸۔ بابِ حطّہ (ب): ابن عباس کہتے ہیں کہ ختمی مآبؐ نے فرمایا: علیؑ باب حطّہ ہیں جو اس میں داخل ہوا اس کو پناہ حاصل ہوئی اور جو باہر رہا وہ کافر ہے۔

حوالے: (۱) ینابیع المودۃ قندوزی ص ۲۳۸ و (۲) کنز العمال ملا علی متقی مطبوعہ حیدر آباد دکن جزو ۶ ص ۵۳۔

نوٹ: قرآن مجید میں ہے کہ خداوند عالم نے فرمایا: قُولُوا حِطَّةٌ یعنی اے بنی اسرائیل تم حطّہ کہو تو تمہارے گناہ اور بوجھ کم ہو جائیں گے۔ یعنی پیغمبرؐ خدا کا مطلب یہ تھا کہ علیؑ سے وابستہ ہو جاؤ تو خداوند عالم تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ ایک اور حدیث رسول خداؐ کی اسی مطلب پر مشتمل ہے اور وہ یہ کہ حُبُّ عَلِیٍّ یَاکُلُ الذُّنُوبَ کَمَا تَاکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ (علیؑ کی محبت گناہوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

۱۹۔ باب الحکمۃ: رسول خداؐ نے فرمایا میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؑ اس کے دروازہ ہیں۔

حوالے: (۱) صحیح ترمذی جلد ۲ ص ۲۱۴ (۲) حلیۃ الاولیاء ابونعیم جلد اوّل ص ۶۴

۲۰۔ باب مدینۃ العلم: بزاز نے عبد اللہ عقیلی و ابن عدی نے عبد اللہ بن عمر سے اور اُن دونوں نے طبرانی سے اور حاکم نے حضرت علیؑ سے اور بغوی اور ابونعیم نے بھی حضرت علیؑ سے روایت کی ہے۔ ختم المرسلینؐ نے ارشاد فرمایا: میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کے دروازہ ہیں۔ جس کو علم حاصل کرنا ہے وہ (شہر میں) دروازہ

سے آئے۔

حوالے : (۱) سبط ابن جوزی تذکرۂ خواص الامہ باب دوم، ص ۲۹

(۲) صحیح ترمذی، جلد ۲، ص ۲۱۴

۲۱۔ التّقی :(ت) ابن حجر مکی نے اپنی مشہور و معروف کتاب صواعق محرقہ میں حضرت علیؑ کے بارے میں لکھا ہے : حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کے لئے کرّم اللہ وجہہ کے مخصوص ہونے کا سبب یہ ہے کہ لم یسجد صنما قط یعنی حضرت علیؑ نے نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا اس لئے ان کے نام کے ساتھ کرم اللہ وجہہ کا جملہ استعمال کرنا لازم ہے اور ملا محمد مبین نے ترجمۂ علیؑ بن ابیطالبؑ میں لکھا ہے حافظ ابن حجر سے پوچھا گیا کہ کیا کسی اور صحابیٔ رسولؐ کے لئے اس جملہ کو استعمال کر سکتے ہیں تو انھوں نے منع کیا اور کہا کہ کرّم اللہ وجہہ صرف حضرت سے مخصوص ہے کیوں کہ انھوں نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا (یعنی بچپن سے وہ موحد تھے) مگر دوسروں کے یہاں یہ بات نہیں ہے لہذا کسی صحابی کے نام کے ساتھ کرم اللہ وجہہ لگانا نہ صحیح ہے اور نہ جائز۔

حوالے: (۱) وسیلۃ النجاہ ملاّ محمّد مبین فرنگی محلی ترجمہ مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ علیہ السّلام۔

(۲) صواعق محرقہ مطبوعۂ مصر ص ۷۲

وسیلۃ ابن حجر کے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآنی آیہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِندَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ کے مصداق بہ تمام وکمال حضرت علی مرتضیٰ ہیں لہذا

آپ سے بڑا نہ کوئی صاحبِ تقویٰ ہے نہ خدا شناس

۲۲۔ ثقلِ اکبر :(ث) قال رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اِنّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی ما ان تمسکتم بھمالن تضلوا بعدی وانھمالن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔(ترجمہ:

رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا کہ میں اے مسلمانو! تمھارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک کتابِ خدا دوسرے میری عترت میرے اہلِ بیت اور جب تک تم ان سے متمسک (وابستہ) رہو گے ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہو گے اور یہ دونوں کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ دونوں ایک ساتھ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں گے)

مذکورۂ بالا حدیث کو اکابر صحابہ نے روایت کیا ہے اور تقریباً سبھی علمائے اسلام نے اپنی مستند و معرکتہ الآرا تصنیفات و تالیفات میں نقل کر کے اس کو صحیح و مستند قرار دیا ہے چنانچہ صواعق محرقہ میں ابن حجر مکی نے لکھا ہے کہ "تم جان لو کہ حدیث ثقلین بکثرت طریقوں سے تقریباً بیس صحابیوں سے مروی ہے اور ان طریقوں کا ذکر شبہ گیارہ میں گزر چکا ہے۔ ان میں سے چند طرق میں ہے کہ یہ حدیث حجۃ الوداع میں آنحضرت نے ارشاد کیا اور بعض میں ہے کہ مدینہ میں مرض موت میں ارشاد فرمایا اس وقت جب آپ کا حجرہ اصحاب سے بھرا ہوا تھا' غدیر خم کے موقع پر فرمایا بیان... اور طائف سے واپسی پر بھی ارشاد کیا اور امر واقعہ یہ ہے کہ ان سب موقعوں پر اس حدیث کی تکرار فرمائی اور ان کے علاوہ بھی دیگر موقعوں پر ارشاد فرمایا تاکہ قرآن شریف و عترت طاہرہ کی عظمت لوگوں پر واضح ہو جائے۔ طبرانی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا کہ موت کے وقت آخری فقرہ جو آنحضرتؐ نے کہا وہ یہ تھا کہ میرے بعد میری عترت میرے اہل بیت کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنا۔ (صواعق محرقہ صفحہ ۸۹، ۹۰)

لہٰذا حضرت علیؑ بھی ثقلین کی ایک فرد ہیں اور رسولؐ خدا نے اس کی بھی تصدیق کر دی کہ علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے

ساتھ اور دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک ایک ساتھ میرے پاس حوضِ کوثر پر پہنچیں گے (صواعق محرقہ ص ۷۵)۔

حضرت علیؓ نے جنگ صفین کے موقع پر جب معاویہ نے نیزوں پر قرآنِ مجید کو بلند کروا کے آواز دی کہ ان الحکم الا للہ (یعنی خدا کے علاوہ کسی کا حکم نہ چلے گا) اور قرآن مجید ہمارے اور علی کے درمیان فیصلہ کرے گا اس وقت حضرت علیؑ نے فرمایا کہ نیزوں پر جس قرآن کو بلند کیا گیا ہے وہ صامت ہے اور میں قرآنِ ناطق ہوں چنانچہ شاہ ولی اللہ دہلوی نے لکھا ہے:

"حضرت مرتضیٰ فرمود کہ ایں قرآن قرآن صامت است ومن قرآنِ ناطقم"

(ازالۃ الخفا جلد اول ص ۱۰۳)

مذکورۂ بالا شواہد وحقائق سے خود ہی واضح ہے کہ حضرت علیؑ ثقلین یعنی قرآن اور اہلبیت نبوی دونوں کے باہمی رابطہ میں ثقل اکبر ہیں اور قرآنِ مجید ثقل اصغر ہے۔ مزید برآں القرآن الناطق کے ذیل میں جو عبارت مولانا ابوالکلام آزاد کی نقل کی گئی ہے اس سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن کو اپنے معنی ومطالب کے بیان میں حضرت علیؑ کی احتیاج وضرورت ہے اس لئے کہ بغیر ناطق کے صامت کی حجت تمام نہیں ہو سکتی۔

(ج)

۲۳۔ جنب اللہ: مفسرین اسلام نے آیۂ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رءوف بالعباد ہ (سورۃ البقرہ آیہ ۲۰۷) یعنی "اور لوگوں میں وہ شخص بھی ہے جو اپنے نفس کو خدا کی راہ میں بیچ کر اس کی مرضی خرید لیتا ہے) کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس آیت کے مصداق حضرت علیؑ ہیں جنھوں نے شب ہجرت بسترِ رسولِ خداؐ

پر سو کر ان کی جان بچالی تو خداوند عالم نے ان کے نفس کو خرید لیا اور اس کے عوض میں ان کو اپنی مرضی دیدی۔ چنانچہ علامہ سیوطی اپنی تفسیر درمنثور میں تحریر فرماتے ہیں: (ترجمہ)

"حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے اور اس کی تصدیق کی ہے کہ علیؑ بن ابی طالبؑ نے اپنی جان کو فروخت کر دیا اور آنحضرتؐ کا لباس پہن کر ان کے بستر پر سو گئے۔ مشرکین سمجھتے رہے کہ آنحضرتؐ سو رہے ہیں اور وہ اس ارادہ میں تھے کہ آنحضرت کو قتل کر دیں۔"

(درمنثور جزسوم صفہ ۱۸۰ آیۂ اذ یمکربک الخ کے تحت)

دیگر حوالے: تاریخ خمیس جزء اوّل ص ۳۶۷ احیاء العلوم غزالی جزء ۳ ص ۲۳۸ تذکرۂ خواص الامہ سبط ابن جوزی باب ۲ ص ۲۱، ارجح المطالب ص ۸۸

بنابریں علیؑ بن ابی طالبؑ نفس اللہ بھی ہیں اور جس پہلو میں ایسا قیمتی نفس تھا وہ جنب اللہ بھی ہے۔ علیؑ بن ابی طالبؑ کو یداللہ اور وجہ اللہ بھی کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ علامہ اقبال نے بھی حضرت کو یداللہ نظم کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

مرسل حق کرد نامش بوتراب

حق یداللہ خواند در ام الکتاب (مثنوی اسرار خودی در موز بے خودی)

۴۲ ۔ الحبیب: (ح) حذیفہ یمانی سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا کہ خدا نے مجھے اپنا خلیل بنایا جس طرح حضرت ابراہیمؑ کو خلیل بنایا تھا۔ ہم دونوں کا جنت میں قصر آمنے سامنے ہوگا اور علیؑ کا قصر ہم دونوں کے بیچ میں ہوگا۔ پس مبارک ہو اس کو جس کا حبیب (علی) دو خلیلوںؑ کے درمیان ہوگا:

(ارجح المطالب صفحات ۵۷، ۵۸ بحوالۂ فردوس الاخبار دیلمی والمستدرک حاکم)

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب سید المرسلینؐ نے فرمایا کہ قیامت میں میرے لئے مرجان سرخ کا قبہ نما خیمہ لگایا جائے گا۔ جو عرش کے

بائیں جانب حضرت ابراہیمؑ کا قبہ نصب کیا جائے گا۔ جو یاقوتِ سبز کا ہوگا اور ان دونوں کے مابین سفید موتی کا قبہ علی کا بنایا جائے گا۔ پس اس حبیب (علی) کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے۔ جو دو خلیلوں کے درمیان ہوگا۔

(ارحج المطالب۔ بحوالہ حاکم صاحب المستدرک علی الصحیحین ص۸۵)

۲۵۔ حبل اللہ: "حضرت امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ ہم لوگ حبل اللہ (خدا کی رسی) ہیں جس کا ذکر خداوند عالم نے قرآن مجید کی اس آیت میں کیا ہے (یا ایہا الذین اٰمنوا واعتصموبحبل اللہ جمیعاً ولا تفرّقوا۔ "(اے وہ لوگ، جو ایمان لائے ..... خدا کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو، اور (باہم) پھوٹ نہ ڈالو:" (صواعق محرقہ مطبوعہ مصر مطبع محمد آفندی صفحہ ۹۰ بحوالۂ علامہ ثعلبی صاحب تفسیر ثعلبی۔)

۲۶۔ حجۃ اللہ: انس بن مالک راوی ہیں کہ پیغمبرؐ خدا نے فرمایا: میں اور علی دونوں اللہ کی حجت ہیں۔

(۱) ینابیع المودۃ شیخ قندوزی باب۔ ہفتم ص۵۵ و باب ۵۶ ص۲۴۸

(۲) ریاض النضرۃ محب طبری جزء ۲ باب ۴ فصل ۶ ص۱۹۳

(۳) کنز العمال جزء ۶ ص۱۵۷ حدیث ۲۶۳۲

۲۷۔ حیدرؑ: جنگ خیبر میں مرحب کے مقابلے میں حضرت علیؑ نے۔ جو رجز پڑھا اس میں فرمایا کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا اور میں بہادری کا بیشہ کا شیر درندہ ہوں اس رجز کا پہلا شعر یہ ہے جس کا ترجمہ اوپر نقل کیا گیا۔

انا الذی سمتنی امی حیدرہ

ضرغام اٰجام ولیث قسورہ

ن کلیث غابات کریہ المنظرہ

یعنی جنگل کے شیر کی طرح جو ہیبتناک ہوں

حوالے: تاریخ الکامل ابن اثیر جزری۔

(۲) نفائس المنن مؤلفہ مولوی حافظ محمد علی حیدر مطبوعہ مدینہ پریس بجنور

(۳) ارجح المطالب صفحہ ۹ باب اوّل بحوالہ تذکرۂ خواص الامہ محب طبری

وغیرہ وغیرہ۔

(خ) ۲۸- **خاتم الوصیّین:** انس بن مالک کہتے ہیں کہ سرورؐ عالم نے پانی لانے کو کہا۔ میں جب پانی لایا تو حضور اکرمؐ نے وضو فرمایا پھر نماز پڑھی اور جب فراغت ہوئی تو اپنی منزل پر لوٹ کر فرمایا کہ آج جو سب سے پہلے میرے پاس آئے گا وہ امیر المومنین، خاتم الوصیین، سید المرسلین اور قائد غر المحجلین ہے، اتنے میں حضرت علی تشریف لے آئے اور دروازہ کھٹکٹایا آنحضرت نے مجھ سے پوچھا کون ہے، تو میں نے کہا کہ جناب امیر علی بن ابی طالب۔ فرمایا: دروازہ کھول دو، میں نے دروازہ کھول دیا اور حضرت علی رسول خدا کے پاس پہنچ گئے۔

حوالے: (۱) تذکرۂ خواص الامہ سبط ابن جوزی باب دوم ص ۹

(۲) نور الابصار علامہ شبلنجی ص ۷۔

نوٹ: چونکہ جناب رسولؐ خدا ختم المرسلین تھے۔ اس لئے بھی حضرت علیؑ بھی خاتم الوصیین ہوئے۔ آنحضرت نے آخر حیات میں حضرت علیؑ کو وصیتیں بھی کیں جن کو علمائے اسلام نے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔ اس کا اقرار معاویہ بن ابی سفیان نے حضرت کی مدح پر مشتمل حسب ذیل شعر میں کیا ہے:

خیر البریۃ بعد احمد حیدر

الناس ارض والوصی سماء

(ترجمہ) بہترین مخلوق محمد مصطفےٰ احمد مجتبےؐ کے بعد حیدرؑ ہیں اور تمام انسان مانند زمین کے ہیں اور حضرت علی مانند آسمان کے ہیں۔

۲۹- **خاصف النعل:** ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کہ ہم سرکار دو عالمؐ

کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ بیت الشرف سے حضورؐ برآمد ہوں اتنے میں آنحضرتؐ آگئے اور آپ کی کفش مبارک کا تسمہ ٹوٹ گیا تھا حضور نے اس کو اُتار کر حضرت علیؑ کی طرف بڑھادیا اور فرمایا: تم میں ایک ایسا آدمی ہے کہ جس طرح میں نے تنزیل قرآن پر جہاد کیا اسی طرح وہ تادیل قرآن پر جہاد کرے گا۔ حضرت ابو بکر وحضرت عمر یکے بعد دیگرے بولے کہ کیا وہ شخص میں ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا نہیں تم نہیں بلکہ میری مُراد اس شخص سے ہے جو (میری) جوتی ٹانک رہا ہے۔ (ارجح المطالب ص ۵۴)

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ قریش کے آنحضرتؐ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے محمدؐ! ہم آپ کے ہمسائے ہیں اور ہم قسم ہیں اور ہمارے کچھ غلام آپ کے پاس بھاگ کر آئے ہیں کہ نہ اُن کو دین کی طرف رغبت ہے اور نہ کچھ علم کی طرف بلکہ وہ صرف ہماری زمین اور ہمارے مال کی خدمت اور محنت سے بھاگ کر آئے ہیں، تاکہ اس سے نجات پائیں، ان کو ہماری طرف پھیر دیجیے۔ آنحضرتؐ نے حضرت ابو بکر سے پوچھا کہ اس معاملہ میں تم کیا کہتے ہو، ابو بکر نے کہا کہ سچ کہتے ہیں کہ وہ آپ کے ہمسائے ہیں اور ہم قسم، اس پر آنحضرتؐ کے کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا یعنی سخت ناراضگی ہوئی پھر حضرت عمر سے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو، انھوں نے کہا کہ قریش سچ کہتے ہیں۔ رسولؐ خدا ان سے بھی ناراض ہوئے پھر فرمایا کہ اے گروہ قریش قسم بخدا میں تمھارے خلاف ایسے شخص کو بھیجوں گا جس کے دل کا ایمان کے ساتھ خدا نے امتحان لے لیا ہے اور وہ دین خدا کی حمایت میں تم کو مارے گا اور تم میں سے کچھ کو ہلاک کر ڈالے گا ابو بکر نے کہا کیا وہ شخص میں ہوں، فرمایا نہیں ——— حضرت عمر نے کہا کہ کیا وہ شخص میں ہوں، فرمایا نہیں بلکہ وہ شخص ہے جو جوتی سیتا ہے اور آنحضرتؐ نے

اس وقت اپنی جوتی حضرت علی کو سینے کے لئے دی تھی (اور وہ سی رہے تھے)

حوالہ: (خصائص مرتضوی مؤلفہ احمد بن شعیب نسائی صاحب سُنن نسائی حدیث نمبر ۳۱)

نوٹ: مؤلف خصائص نے مذکورہ بالا حدیث پر بطور فائدہ نوٹ دیا ہے کہ

اس حدیث سے حضرت علیؑ کی بڑی فضیلت نکلتی ہے کہ خدا نے حضرت علیؑ کے دل کا امتحان ایمان کے ساتھ لیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جوتا سینا خسیس پیشہ نہیں۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ رسولِ خدا کی جوتی ٹانکنے والا "یداللہ" ہے اور آنحضرتؐ کی جوتی کوئی معمولی شئے نہیں رہ گئی ــــ اسی جوتی کو پہنے ہوئے آنحضرت معراج میں منزل قاب قوسین او ادنیٰ تک تشریف لے گئے ہوں گے۔

۳۰۔ خیر البریۃ: قرآن مجید میں سورۃ البینہ کی آیت ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ (یعنی جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کئے۔ یہی سب سے بہترین مخلوق ہیں) اس آیہ کی تفسیر میں علمائے اسلام نے لکھا ہے:

ابن عساکر نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہؐ کے پاس بیٹھے تھے کہ جناب امیرؑ سامنے سے برآمد ہوئے آنحضرتؐ نے دیکھتے ہی فرمایا خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے یہ اور ان کے شیعہ بروز قیامت فائز المرام ہوں گے، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اس دن سے اصحاب رسولؐ حضرت علیؑ کو آتے دیکھتے تو کہتے خیر البریہ اور ابن عیسیٰ اور ابنِ عساکر نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ خیر البریہ علیؑ ہیں اور ابن عدی نے عباس سے روایت کی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ

سے فرمایا کہ تم اور تمہارے شیعہ قیامت کے دن خوشحال و مسرور ہوں گے۔

(تفسیر درمنثور جلد ۶ ص ۳۷۹ مطبوعہ مصر)

نوٹ: ماقبل میں ہم معاویہ بن ابی سفیان کا یہ شعر نقل کر چکے ہیں جس میں مولائے کائنات کو خیر البریہ تسلیم کیا ہے۔

خیر البریہ بعد احمدؐ حیدر

الناس ارض والوصی سماء

۳۱۔ خیر البشر: کتب احادیث معتبرہ میں مرقوم ہے کہ سرورِ کونین حضرت محمد مصطفیٰؐ نے ارشاد فرمایا:

"علیٌ خیر البشر من ابی فقد کفر" یعنی علی بہترین بشر ہیں جو اس سے انکار کرے وہ کافر ہے۔ (ارجح المطالب ص ۵۱)

عقبہ بن سعد عوفی نے کہا ہم جابر بن عبداللہ انصاری کے پاس گئے اور ان کے ابرو ان کی آنکھوں کے نیچے جھکے ہوئے تھے۔ ہم نے جناب امیرؑ کے بارے میں ان سے پوچھا تو انھوں نے ابرو کے بال ہٹا کر کہا کہ علیؑ خیر بشر ہیں۔ (ارجح المطالب ص ۵۱)

امام شافعی کے حسب ذیل شعر میں حضرت علیؑ کے خیر بشر ہونے کی صاف و صریح دلیل موجود ہے۔

ھا علیٌ بشرٌ کیف بشرٌ

ربہ فیہ تجلی وظھر

(ترجمہ: علیؑ بن ابی طالبؑ بشر تو ہیں مگر واہ کیسے بشر ہیں کہ ان کے رب نے ان کی ذات میں اپنی جلوہ نمائی فرمائی ہے انھیں اپنے کمالات کا مظہر قرار دیا ہے۔)

۳۲۔ خیر الوصیین: یہ ایک عقلی فیصلہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ تمام انبیاءؑ سے افضل و برتر تھے لہٰذا ان کا وصی بھی جملہ اوصیاء سے بلند و بالا ہے لہٰذا حضرت

علی یقیناً خیر الوصیین ہیں۔

انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول مقبولؐ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی اسی وقت سید المسلمین، امیر المؤمنین اور خیر الوصیین آتا ہے اتنے میں حضرت علیؑ تشریف لے آئے۔

حوالے: (۱) تاریخ ابو الفداء جزء اوّل ص ۱۱۶

(۲) تاریخ کامل ابن اثیر جزء دوم ص ۲۲

۳۲۔ خلیفۃ الرسولؐ: ابو سعید خدری سے فرمایا کہ میں اور علی حضرت آدمؑ کی خلقت سے چار ہزار برس پہلے ایک نور کی شکل میں تھے، پھر اس نور کو حضرت آدمؑ کی پشت میں منتقل کیا گیا اور یہ نور سلسلہ بہ سلسلہ ایک ہی ظرف میں ساتھ رہا یہاں تک کہ عبد المطلب کے صلب میں یکجا رہا کہ ان کے بعد دو حصوں میں بٹ گیا اور وہیں سے الگ الگ ہو گیا (ایک عبداللہؑ کے صلب میں گیا اور دوسرا ابو طالبؑ کے صلب میں) اور مجھ میں نبوت رکھی اور علی میں خلافت۔ (ارجح المطالبؑ ص ۱۴۱)

مذکورہ بالا حدیث معہ سلسلۂ رواۃ کے اسامۂ باہلی سے مروی ہے اور اس کا آخری حصہ یہ ہے کہ ہمارے ناموں کو خداوند تعالےٰ نے خاص اپنے ناموں سے مشتق کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ محمود ہے اور میں محمدؐ ہوں وہ اعلیٰ ہے اور میرا بھائی علی ہے، وہ فاطر ہے اور میری بیٹی فاطمہ ہے، خدا محسن ہے اور میرے دونوں نواسے حسن و حسین ہیں۔ مجھے خداوندِ متعال نے نبوت و رسالت سے مختص کیا اور علیؑ بن ابی طالب کو میری خلافت کے لئے اور شجاعت کے لئے منتخب کیا، پس میں رسول اللہؐ اور علی سیف اللہ ہیں۔

حوالے: فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین۔

(۲) تذکرۂ خواص الامہ سبط ابن جوزی، باب دوم ص ۲۸

نوٹ : سیف اللہ ہونا اسی کے لئے ممکن ہے جو معصوم اور خطا سے محفوظ ہو اور جس کو رضائے باری تعالیٰ حاصل ہو بلکہ اس کا خریدار بن چکا ہو۔ خالد بن ولید ایک بدکردار اور ظالم انسان تھا جس نے صحابی رسولؐ مالک بن نویرہ اور ان کے مسلمان قبیلہ کے لوگوں کو بے سبب قتل کیا، اس کی فوج نے مالک بن نویرہ اور ان کے قبیلہ کے شہیدوں کے سروں کے چولھے بنائے اور کھانا پکا کر کھایا اور خالد نے مالک بن نویرہ کی بیوہ سے اسی شب شب باشی کی لہٰذا اس کو سیف اللہ کا خطاب دینا اس خطاب عظیم کے ساتھ ظلم عظیم ہے۔ جہاں حضرت علیؑ کے دیگر خطابات امیر المومنینؑ، فاروق اعظم، صدیق اکبر وغیرہ چھینے گئے وہیں اس لقب کو بھی چھین لیا گیا اور نا اہلوں کو اس سے متصف کر دیا گیا۔ یہ کہنا کہ رسولؐ خدا نے خالد کو سیف اللہ کا لقب دیا آنحضرتؐ کی ذات اقدس پر صریحی بہتان ہے۔ حضور اکرمؐ زیور اخلاق سے لوگوں کو مزین کرنے کے لئے آئے تھے نہ کہ سیف اللہ جیسے عظیم لقب نا اہلوں کو دیکر بداخلاقی و عیاشی و جفاکشی کی ترویج و ہمت افزائی کرنے کے لئے مبعوث بہ رسالت ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے بُعثت لا تمم مکارم الاخلاق یعنی میں اخلاق کی بزرگیوں کو اتمام تک پہونچانے کے لئے خلق کیا گیا ہوں۔

ع ۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجاست

مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت عمر نے خالد کے خلاف حضرت ابوبکر سے مطالبہ کیا کہ اُن کو معزول کیا جائے مگر حضرت ابوبکر نے کہا کہ میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے کہ خالد سیف اللہ ہے لہٰذا میں انکو معزول نہیں کر سکتا خالد سے اجتہادی غلطی واقع ہوئی۔ سبحان اللہ کیا خوب اجتہادی غلطی کی سپر خالد کی صفائی میں خلیفۂ وقت نے استعمال فرمائی ہے۔

مذکورہ واقعات کو حسب ذیل کتب تواریخ میں دیکھا جا سکتا ہے

حوالے : (۱) تاریخ ابوالفداء (اصحاب ردہ)

(۲) طبری جلد سوم ص ۲۴۲

(۳) جناب خورشید احمد فارق سابق صدر شعبۂ عربی و فارسی دہلی یونیورسٹی کی تاریخ اسلام ص ۷۰، مطبوعہ جمال پرنٹنگ پریس، اردو بازار دہلی ۶ (۴) مفتی شوکت علی فہمی تاریخ اسلام واقعۂ مالک ابن نویرہ کے ذیل میں۔

خورشید احمد فارق نے لکھا ہے کہ کچھ دن بعد خالد نے مالک کی بیوہ سے شادی کرلی۔ یہ سراسر جھوٹ اور حق پوشی ہے مالک کی بیوہ کے ساتھ اُسی شب غلط کاری کی جس دن مالک بن نویرہ کو قتل کیا۔

خورشید احمد فاروق نے اسی موقع پر لکھا ہے کہ حضرت عمر نے اپنے عہد خلافت میں مال مسلمین میں غبن کرنے کی وجہ سے خالد کو عہدۂ عامل سے برطرف کردیا۔

مزید برآں خصائص مرتضوی امام نسائی میں مرقوم ہے کہ خالد کو حضرت علیؑ سے عداوت تھی لہذا جب حضرت علیؑ کو رسول اللہؐ نے یمن کی طرف سردار بنا کر بھیجا تو خالد نے رسولخداؐ کو حضرت علیؑ کی شکایت لکھ بھیجی، جب آدمی خط لیکر آنحضرتؐ کی خدمت میں پہونچا اور حضرت علیؑ کی شکایت کی تو آنحضرت کا چہرا غصہ سے متغیر ہوگیا اور اس ایلچی نے آنحضرت کے غضب سے خدا کی پناہ مانگی۔ یہ ایلچی بریدہ تھے انھوں نے حضورؐ سے کہا کہ آپ نے مجھے ایک شخص (خالد) کے ساتھ بھیجا تھا اور چونکہ مجھ پر اسکی اطاعت لازم تھی لہذا میں نے وہ چیز پہونچائی کہ جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ اس پر آنحضرت نے فرمایا! اے بریدہ علیؑ کی شکایت نہ کر اس لئے کہ بے شک علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور وہ میرے بعد تم لوگوں کا ولی (یعنی حاکم) ہے (خصائص مرتضوی حدیث نمبر ۹۰)

(د)

۳۴۔ دابۃ الارض: عمر بن جموح سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب سے رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم کو جنت کا وہ چوپایہ دکھاؤں جو کھانا کھاتا ہے، پانی پیتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے، پھر حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ جنت کا چوپایہ ہے۔ (دابۃ کے معنی چوپایہ ہیں)۔

(ارحج المطالب ص ۶۰)

۳۵۔ ذوالبرقہ: اپنی کتاب لغت میں مجدالدین فیروزآبادی کلمۂ "برق" کے تحت لکھتے ہیں کہ عباس بن عبدالمطلب نے جنگ حنین میں حضرت علیؑ کو ذوالبرقہ کے خطاب سے پکارا (ارجح المطالب ص ۶۱) (یعنی مانند برق لوگوں پر تلوار گرانے والے)

۳۶۔ ذوالاذن الواعیۃ: لِنَجۡعَلَهَا لَكُمۡ تَذۡكِرَةً وَتَعِيَهَآ أُذُنٌ وَٰعِيَةٌ (سورۃ الحاقہ آیۃ ۱۲) ترجمہ: تاکہ ہم اسے تمہارے لئے یادگار قرار دیں اور اسے یاد رکھنے والے کان سنکر یاد رکھیں) اس کی تفسیر میں مفسّرین اسلام نے لکھا ہے:

بریدہ اسلمی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خداؐ کو حضرت علیؑ سے کہتے ہوئے سنا کہ خداوند عالم نے مجھے حکم دیا ہے کہ اے علیؑ میں تم کو علم سے مخصوص کروں اور تم اس کو غور سے رکھو اور خدا پر حق ہے کہ تم کو یاد رکھائے پس یہ آیت نازل ہوئی:۔

اہم حوالے: (۱) جلال الدین سیوطی در منشور جزو ۶ ص ۲۶۰ (۲) تفسیر ثعلبی بذیل آیۂ ہذا (۳) واحدی اسباب النزول (۴) ارجح المطالب ص ۸۴ (۵) حافظ ابو نعیم ما انزل من القرآن فی علیؑ و حلیۃ الاولیا (۶) کنز العمال ملا علی متقی جزو ۶ ص ۴۰۸ حدیث ۶۱۶۰ و ۶۱۶۱ (۷) زمخشری تفسیر کشاف فی تفسیر قولہ تعالیٰ تعیہا اذن واعیۃ۔

۳۷۔ ذوالقرنین: جناب امیرؑ سے رسول خداؐ نے فرمایا کہ اے علی تمہارے لئے جنت میں ایک خزانہ ہے اور تم اس کے ذوالقرنین ہو یعنی اس خزانے کے دونوں طرف کے مالک ہو۔ (قرن بمعنی کنارہ۔ واحد ہے اور قرنین تثنیہ ہے) اس حدیث کو حاکم نے المستدرک، ابو نعیم نے اپنی کتاب المعرفۃ اور سبط ابن جوزی نے تذکرۂ خواص الامہ میں لکھا ہے، ہروی نے اپنی تفسیر ذو قرنیھا سے مراد جنت کے دونوں کنارے لئے اور ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ ذو قرنیھا میں ضمیر مؤنث غائب امت کے لئے آئی ہے یعنی تم امت کے ذوالقرنین ہو یعنی حاکم ہو۔ (ارجح المطالب ص۵۱)

۲۔ "امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب المناقب میں ذوالقرنین کے لقب کے ذیل میں لکھا ہے کہ مطلب ابن عبداللہ بن حنطب اپنے والد سے روایت کرتا ہے کہ جناب رسول مقبولؐ فرماتے تھے کہ میں تم لوگوں کو اس امت کے ذوالقرنین سے محبت کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔

خدا کی قسم علیؑ سے نہیں محبت کریگا مگر مومن اور نہیں بغض کرے گا مگر منافق جس نے اس (علیؑ) سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے اِس سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا

۳۔ : اخطب خوارزمی اپنی کتاب المناقب میں مجاہد سے اور وہ عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ اُن سے کسی نے پوچھا کہ تم علیؑ کی شان میں کیا کہتے ہو تو جواب دیا کہ وہ دو بزرگ چیزوں (قرآن و اہلبیتؑ) میں سے ایک ہیں اور وہ دونوں شہادتوں کے ادا کرنے والے (لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہؐ) دو قبلوں کی طرف نماز پڑھنے والے (بیت المقدس اور خانہ کعبہ) دونوں بیعتوں کے کرنے والے (بیعت عقبہ اول جو مکہ میں ہوئی اور بیعت رضوان جو درخت سمرہ کے نیچے حدیبیہ میں ہوئی) سبطین کے باپ (یعنی حسنؑ و حسینؑ کے والد) اور وہ تمام جن و انس کے مولا ہیں اور اس امت میں ذوالقرنین کی مثال ہیں جن کے لئے آفتاب دو مرتبہ پلٹایا گیا۔

۴ مجدالدین فیروز آبادی لغت عربی القاموس میں لکھتے ہیں :۔

" ذوالقرنین اسکندر رومی کو کہتے ہیں اس وجہ سے کہ جب سکندر نے لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دی تو انھوں نے انکے سر پر ایک تلوار ماری کہ وہ شہید ہو گئے پس اللہ نے انکو زندہ کیا تو پھر اللہ کی طرف لوگوں کو بلانے لگے۔ لوگوں نے ان کے سر کے دوسری طرف تلوار ماری کے وہ شہید ہو گئے تو خداوند قدیر نے دوبارہ انکو حیات دی۔ انکو ذوالقرنین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ زمین کے دونوں کناروں تک پہونچے تھے اور اس سبب سے بھی کہ ان کے سر پر دو کاکلیں تھیں اور منذر بن ماء السماء کو بھی ذوالقرنین کہتے ہیں۔ اور جناب امیرالمومنین علیؑ بن ابیطالبؑ کو بھی ذوالقرنین کہتے ہیں۔ جناب رسول خداؐ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ یا علیؑ تمھارے لئے بہشت میں ایک گھر یا ایک خزانہ ہے اور تم اس کے ذوالقرنین یعنی بہشت اور اس کے ملک بطلم کے دونوں طرف کے مالک ہو اور تم پورے بہشت کی سیر کروگے اسی طرح جس طرح ذوالقرنین نے پورے صفحہ زمین کی سیر کی تھی یا اس امت کے ذوالقرنین ہو۔ پس مؤنث کی ضمیر امت کی طرف راجع ہے اگرچہ اس (امت) کا ذکر پہلے نہیں آیا اس لئے کہ آپ اس امت کے دو بزرگواروں

کے والد ہیں یعنی حسنؑ و حسینؑ کے باپ ہیں یا اس سبب سے کہ آپکے سر اقدس کے دونوں طرف زخم لگے گا پہلا عمرو بن عبدود کی تیغ سے پھر عبدالرحمٰن ابن ملجم کی تلوار سے اللہ دونوں پر لعنت کرے۔"

(۲)۳۸۔ **راکع:** مجاہد نے ابن عباس سے روایت کیا ہے وَارْکَعُوا مَعَ الرَّاکِعِیْنَ (سورۃ البقرہ آیۃ ۴۳) کی آیت حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے اس لئے کہ سب سے پہلے حضرت رسول مقبولؐ کے ساتھ حضرت علیؑ نے نماز پڑھی اور رکوع کیا (ارجح المطالب عبداللہ امرتسری صـ۴۵)

آیۃ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ میں بھی راکع سے حضرت علیؑ مراد ہیں اس لئے کہ حالت رکوع میں حضرت علیؑ نے سائل کو انگشتری زکوٰۃ میں دی اور مذکورہ بالا آیت کا ترجمہ یہ ہے "بہ تحقیق تمھارا مولا و حاکم خدا اور اس کا رسولؐ ہے اور وہ ایمان لانے والے لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔

اہم حوالے: (۱) جلال الدین سیوطی درمنثور جزء ۲ ص ۲۹۳

(۲) ابوبکر رازی احکام القرآن بذیل آیۂ مذکورۂ بالا

(۳) نظام الدین نیشاپوری غرایب القرآن

(۴) واحدی اسباب النزول

(۵) فخر الدین رازی تفسیر کبیر بذیل آیۂ مذکورۂ بالا

(۶) زمخشری تفسیر کشاف جزء اول صـ۴۲۲ (۷) سبط ابن جوزی تذکرۂ خواص الامہ باب ۲ صـ۹

(۷) علی متقی کنز العمال جزء ۶ صـ۳۹۱ حدیث (۵۹۹۱) (۸) ریاض النضرہ محب طبری جزء ۲ باب ۴ فصل ص ۲۲۷

نوٹ: جب علمائے اسلام نے متفقہ طور پر آیۂ بالا کو حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہونے کی تصدیق کر دی تو جس طرح اللہ تعالیٰ ولی و حاکم ہے اور اس کا رسولؐ ولی و حاکم ہے اسی طرح حضرت علیؑ بھی اہل ایمان کے لئے بعد رسول اکرمؐ ولی و حاکم ہیں۔ بات واضح ہے تمانعنا نہ

ماننا آدمی کا اپنا فعل ہے جس کی سزا یا جزا کا مستحق قرار پائے گا اس لئے کہ حکم خدا کی فرماں برداری موجب اجر ہے اور نافرمانی باعث سزا۔

۳۹۔ رائیۃ الھدیٰ : انس بن مالک نے کہا کہ میں سن رہا تھا جب پیغمبر اسلام نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ پروردگار نے مجھ (محمدؐ) سے علیؑ کے بارے میں عہد کیا ہے کہ وہ (علیؑ) ہدایت کا علَم اور ایمان کا نشان ہے (ارجح المطالب ص۲۷)۔

(ن) ۴۰۔ الزاہد : زہد فی الدنیا کے متعلق یہ ہے کہ آپ (حضرت علیؑ) سید الزہاد تھے یعنی زاہدوں کے سردار، ہرگز کبھی آسودہ ہو کر کھانا نہیں کھایا۔ لوگوں میں آپ بہت سخت موٹا جھوٹا کھانا کھاتے اور کپڑے استعمال کرتے تھے،

(شیخ سلیمان قندوزی ینابیع المودۃ ص۱۴۹)

"حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ جب میرا نکاح حضرت فاطمہؑ سے ہوا تو میرے پاس کوئی فرش نہ تھا صرف ایک بکرے کی کھال تھی جس پر رات کو ہم لیٹتے تھے اور صبح کو ہمارا اونٹ اس پر چارہ کھاتا تھا"

(کنز العمال ملا علی متقی جلد ۶ ص۴۰۹)

۴۱۔ زوجِ بتولؑ : بتول جناب فاطمہؑ زہرا کو کہتے ہیں اور حضرت علیؑ سے جناب زہراؑ کی شادی ہوئی اس لئے حضرت علیؑ زوج بتولؑ کہلائے گئے۔

"حضرت ابوبکر رسول خداؐ سے (حضرت) فاطمہؑ کی خواستگاری کی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میں اس معاملہ میں حکم خداوندی کا منتظر ہوں۔ پھر حضرت عمر نے حضرت زہراؑ کی خواستگاری کی ان سے بھی یہی کہہ کر انکار کر دیا۔ پھر حضرت علیؑ نے خواستگاری کی اور خدمت پیغمبرؐ خدا میں تشریف لائے تو آپ نے فرمایا مرحبا و اہلاً یعنی مبارک ہو بہت خوشی ہے" (۱) تاریخ خمیس دیار بکری جزء اول صفحات ۴۰۹، ۴۰۸ اور

(۲) ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ دہلوی اردو ترجمہ حصہ سوم ص۲۸۲

"پھر فرمایا: مجھ کو خداوند عالم نے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہؑ کی شادی علیؑ سے کر دوں لہٰذا اے علیؑ کیا اس پر راضی ہو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے فرمان

پر راضی ہوں" (تاریخ خمیس دیار بکری جز اول ص۴۰۷)

"پھر جناب فاطمہؑ سے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے اپنے اہلبیت میں سب سے بہتر شخص کے ساتھ تمہارا نکاح کر دیا"۔ (طبقات کبیر ابن سعد جز ۸ ص۱۵)

(علامہ شبلی نعمانی سیرۃ النبی جلد اول ص۲۶۹)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے کہا کہ علیؑ کو تین ایسی فضیلتیں ملیں کہ ان میں سے اگر ایک بھی مجھے مل جاتی تو وہ مجھے سرخ آنکھ والے اونٹ سے بہتر ہوتی پوچھا گیا کہ وہ تین فضیلتیں کونسی ہیں تو حضرت عمر نے کہا کہ رسول اللہ نے اپنی بیٹی فاطمہؑ کا نکاح علیؑ سے کیا، انکو مسجد میں رہائش دی اور وہاں انکو وہ امور جائز تھے جو میرے لئے نہ تھے اور تیسرے یہ کہ ان کو خیبر میں علم دیا گیا۔

حوالے: (المستدرک علی الصحیحین حاکم جز ۳ ص۱۲۵،۱۲۴ و ارجح المطالب عبید اللہ امرتسری باب چہارم ص۵۱۱)

(س)

۴۲۔ سابق الاسلام: تمام محدثین اسلام نے اقرار کیا ہے کہ حضرت علیؑ

سابق الاسلام ہیں اور تمام مؤرخین بھی اس پر متفق ہیں "المؤمن" کے تحت کچھ حوالے درج کئے جائینگے سنن ابن ماجہ جز اول ص ۵۶ اور سیرۃ النبیؐ علامہ شبلی نعمانی کی تصنیف کے ص۲۶۵ تا ص۲۶۶ پر بھی یہی ہے۔

"حضرت علیؑ جب ایمان لائے تو انکی عمر دس یا نو یا آٹھ سال کی تھی۔ ابن عباس وزید ابن ارقم وحضرت سلمان فارسی اور ایک کثیر جماعت صحابہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے حضرت علیؑ ایمان لائے بلکہ اکثر محققین نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اس پر اجماع ہے۔ ابو یعلی حضرت علیؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا کہ جناب رسول خداؐ دوشنبہ کو مبعوث برسالت ہوئے اور میں منگل کو ایمان لے آیا"۔ (صواعق محرقہ کی باب نہم فصل اول ص ۱۷ کی عربی عبارت کا ترجمہ اردو)

نوٹ: دراصل حضرت علیؑ پیدائشی مومن تھے، ظاہراً اعلان دعوت ذوالعشیرہ میں آنحضرتؐ کی تبلیغ نصرت دین کے وعدہ ہی پر کر چکے تھے کیسا دوشنبہ اور کیسا منگل۔

اور حضرت کے دس، یا نو یا آٹھ سال کی تشریح سے بھی کوئی فائدہ پہونچنے والا اس کو نہیں ہے جو یہ دکھانا چاہے کہ بچپنے کا ایمان صاحب شعور کا ایمان نہیں کہلاتا مگر ایک مسلمان قرآن مجید کو آنکھ کھول کر اور دل کے دریچہ کو وا کر کے پڑھے تو معلوم ہو کہ چھ سال کے سن میں جناب یحییٰ کو خداوند عالم نے منصب نبوت پر فائز کر دیا اور ارشاد فرمایا: خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا (اے یحییٰ کتاب (توریت) کو مضبوطی کے ساتھ لو اور ہم نے انھیں بچپن ہی میں اپنی بارگاہ سے نبوت دیدی تھی) سورۂ مریم آیۃ ۱۲

حضرت علیؑ کے امام ہونے کے آثار بطن مادر ہی سے ظاہر و ہویدا تھے اسی لئے ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں تسلیم کیا ہے کہ لم یسجد صنما قط (حضرت علیؑ نے کبھی کسی بت کے آگے سجدہ میں سر خم نہیں کیا نہ اس کی پرستش کبھی کی ملاحظہ ہو صواعق محرقہ باب نہم فصل اول ص ۲، اسی کے ساتھ ابن حجر نے لکھا ہے کہ یہی وجہ ہے کہ حضرت علیؑ کو کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں اور حق یہ ہے کہ صدیق وہی ہیں کیونکہ انہوں نے پرستش اصنام کبھی نہیں کی۔

مزید حوالے (کہ حضرت علیؑ نے کبھی بت پرستی نہیں کی)

(۱) طبقات ابن سعد

(۲) علامہ شبلنجی کتاب نور الابصار ص ۶۹

(۳) علامہ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء ص ۱۱۳

(۴) حسین دیار بکری تاریخ خمیس جزء اول ص ۲۲۲

(۵) علامہ سید احمد زینی المعروف بہ زینی دحلان سیرۃ النبویہ بر حاشیہ سیرت حلبیہ جزء اول ص ۱۷۱

(۶) علامہ یوسف الکنجی کفایۃ الطالب باب ۲۴ ص ۴۶

(۷) ملا محمد مبین فرنگی محلی نے وسیلۃ النجاۃ: ترجمہ بن علیؑ ابیطالبؑ میں شروع ہی میں لکھا ہے کہ زبدۃ المحققین علامہ حجر مکی سے پوچھا گیا کہ کیا صحابہ میں سے کسی اور کے لئے کرم اللہ وجہہ کہہ سکتے ہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ ہرگز نہیں اس لئے کہ حضرت علیؑ نے کبھی کسی بت کی پرستش نہیں کی۔

علاوہ ازیں خندق کی جنگ کے موقعہ پر جب رسول خدا نے حضرت علیؑ کو عمرو بن عبدود کے مقابلہ پر بھیجا اور حضرت علیؑ اس سے مقابلے کو جا رہے تھے تو سرکار دو عالمؐ نے فرمایا برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ (آج کل ایمان کل کفر کے مقابلے کو جا رہا ہے)

فضل الدین روزبہان کے حوالہ سے ارجح المطالب صـ۲۴۰ پر ہے۔

اور حیوۃ الحیوان کمال الدین احمد دمیری کی جلد اوّل صـ۲۴۵ میں بھی مندرج ہے۔

حضرت نے اپنے سابق الاسلام ہونے کا اعلان حسب ذیل شعر میں فرمایا ہے اور بطور حجت و دلیل اپنے افضل و اشرف ناس ہونے سے امت محمدی کو متنبہ کیا ہے ملاحظہ ہو (ابو الفدا جلد ا ص ۱۱۶ وکنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۲)

سَبَقْتُكُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ طُرًّا ؎ غُلَامًا مَا بَلَغْتُ اَوَانَ حُلُمِیْ

(ترجمہ) یعنی میں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا جب میں لڑکا تھا اور حد بلوغ تک نہیں پہونچا تھا۔

۴۳۔ **السّاجد**: آیہ: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا ط جو سورۃ الفتح کی آخری آیتہ ہے اسکی تفسیر میں ابو الحسن مغازلی نے اپنی کتاب مناقب میں لکھا ہے کہ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔

۴۴۔ **السّاقی**: ابو سعید خدری بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا: علی میں پانچ ایسی باتیں ہیں جو میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں (۱) خدائے عزّ و جلّ کے رُو برو وہ مجھ پر تکیہ کریگا یہاں تک کہ وہ حساب سے فارغ ہو جائے گا (۲) محشر میں لوائے حمد اُس کے ہاتھ میں ہوگا اور آدمؑ اور انکی کل اولاد (اُن دعلیؑ) کے پیچھے ہوگی (۳) وہ میرے حوض (کوثر) کے پیچھے کھڑا ہوگا اور جس کی پہچان کرے گا کہ وہ میرا امتی ہے اسے آب کوثر سے سیراب کرے گا (۴) وہ میرا استر پوش ہے اور مجھ کو خدا کے سپرد کرنے والا ہے (یعنی میرا غسل وکفن و دفن کرنے والا) اور (۵) مجھے اسکی طرف سے (شمہ برابر) خوف نہیں کہ وہ (صاحب) عفت ہوتے ہوئے زنا کرے اور ایمان پر ہو کے کفر اختیار کرے۔

(ارجح المطالب عبید اللہ امرتسری صـ۵۷)

"حافظ ابونعیم ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوہریرہ نے رسول خدا سے سنا کہ وہ حضرت علیؑ سے کہہ رہے تھے کہ اے علیؑ تم میرے حوض پر روز قیامت موجود ہوگے اور وہاں سے منافقوں کو ہنکا دوگے"

دیگر حوالے: ینابیع المودۃ شیخ سلیمان باب ۴۴ ص ۱۳۲

تذکرۂ خواص الائمہ سبط ابن جوزی ص ۱۳

مستدرک حاکم جز ۳ ص ۱۳۸

مناقب ابوبکر الخوارزمی ص ۴،

۴۵ سید العرب: رسول خدا نے فرمایا کہ علیؑ سید العرب کو بلاؤ اس پر حضرت عائشہ نے کہا آپ سید العرب نہیں ہیں تو فرمایا کہ میں آدمؑ کی سبھی اولاد کا سردار ہوں اور خدا کی طرف سے جبرئیلؑ نے مجھے یہی خبر دی ہے جو میں نے تم لوگوں سے بیان کیا ہے۔ حلیۃ الاولیاء میں بھی ابونعیم نے اور ابوالبشر نے سعید بن جبیر سے اور ریاض النضرۃ میں محب طبری اور معجم کبیر میں طبرانی نے ابویعلیٰ سے اور انھوں نے حسنؑ بن علیؑ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے انس بن مالک (صحابی) سے کہا اے انس جاؤ اور سید العرب کو بلا لاؤ۔ جب حضرت علیؑ تشریف لائے تو آپ نے تمام انصار کو بلا بھیجا جب وہ سب آگئے تو آپ نے فرمایا: علیؑ سید العرب ہے میری دوستی کی وجہ سے اس کو دوست رکھو اور میری عزت (جو تمھاری نظر میں ہے) کی وجہ سے اسکی عزت کرو۔

ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں خدمت سرور کونینؐ میں حاضر تھی کہ حضرت علیؑ تشریف لائے حضورؐ نے فرمایا: علیؑ سید العرب ہے۔ میں نے عرض کی کیا آپ عرب کے سردار نہیں ہیں، فرمایا میں تمام عالم کا سردار ہوں اور یہ عرب کا سردار ہے

خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں مسلمہ بن نفیل سے روایت کیا کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ تم سید العرب کو دیکھنا چاہتی ہو تو علیؑ کو دیکھو۔ انھوں نے عرض کیا کہ کیا آپ سید العرب نہیں ہیں؟ فرمایا میں تمام علم حاصل کرنے والوں کا امام اور سارے جہان کا سردار ہوں اور یہ علیؑ (سارے) عرب کا سردار ہے۔

۱۔ مذکورہ بالا احادیث نبوی کو ارجح المطالب کے صفحہ ۲۳، ۲۴ اور ۲۵ پر دیکھئے

۲۔ ریاض النفرۃ محب طبری جزء ۲ باب ۴ الفصل الثانی ص ۱۵۳ و ۱۵۴

۲۔ صواعق محرقہ باب ۹ فصل ۲ ص ۷۴، ۷۵ پر دیکھا۔

۴۶۔ سید الصادقین: ابن عباس کہتے ہیں کہ سرور کونین حضرت محمد مصطفیٰ نے فرمایا کہ علیؑ صادقین کا سردار ہے۔

(ارجح المطالب بحوالۂ تذکرۂ خواص الامہ سبط ابن جوزی)

" ابولیلیٰ سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا! دنیا میں تین صدیق گذرے ہیں ۱۔ حبیب نجار مومن آل یٰسین جس نے کہا تھا کہ اے قوم مرسلین کی پیروی کرو ۲۔ حزقیل مومن آل فرعون جس نے کہا تھا کہ کیا تم ایک آدمی کو یہ کہنے پر قتل کرتے ہو کہ میرا رب خدا ہے اور ۳۔ علی ابن ابیطالب جو ان سب میں افضل ہیں، امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب مناقب میں بھی اسی حدیث کو نقل کیا ہے"

دیگر اہم حوالے (۱) تاریخ الخمیس جزء ۲ ص ۲۰۶ (۲) ریاض النفرۃ جزء ثانی باب ۴ فصل ۲ ص ۱۵۳ و ۱۵۴ (۳) صواعق محرقہ ابن حجر مکی باب نہم فصل ۲ ص ۷۴، ۷۵ (۴) اصابہ فی تمیز الصحابہ ترجمۂ ابی لیلیٰ الغفاری (۵) کنز العمال علی المتقی جزء ۷ ص ۱۵۲ حدیث نمبر ۲۵۱۵ اور ۲۵۱۶

۴۷۔ سید فی الدنیا والآخرۃ: عبداللہ بن عباس نے کہا کہ ایک دن حضرت رسول اللہؐ نے جناب علیؑ مرتضیٰ کی طرف دیکھ کر فرمایا: اے علیؑ تم دنیا و آخرت دونوں میں سردار ہو اس کو ابوعمر و خطیب بغدادی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور انھوں نے اتنا اور لکھا ہے کہ جو تم سے محبت کرے وہ اللہ کا دوست ہے اور جس نے تم سے بغض کیا اس نے مجھ سے عداوت کی اور تمہارا دشمن خدا کا دشمن ہے وائے ہو اس پر جو تم سے دشمنی کرے۔

نوٹ: ویسے بھی حضرت علیؑ دنیا و آخرت کے سردار ہیں اس لئے کہ آنحضرتؐ نے جب اخوت قائم کی تو حضرت علیؑ کو یہ کہہ کر بھائی بنایا کہ تم میرے بھائی دنیا میں بھی ہو اور آخرت میں بھی، علیؑ نفس رسول بھی ہیں اور تمام کتب احادیث و سیر و تواریخ میں یہ بھی ہے کہ علیؑ بن ابیطالب سے حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور یہ بھی فرمایا کہ

تمہارا گوشت میرا گوشت اور تمہارا خون میرا خون ہے۔

مذکورہ بالا حدیث "سید فی الدنیا والآخرہ" ارجح المطالب ص ۲۴ سے ماخوذ ہے

۴۸۔ سیّد المومنین: دیلمی نے فردوس الاخبار میں جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ سرورِ عالم نے فرمایا! "شب معراج خداوند عالم نے مجھ کو علیؑ کے تین القاب القا فرمائے کہ وہ مومنوں کا سردار، شیعوں کا امام اور سفید ہاتھ منہ والوں کا پیشوا ہے"

اہم حوالے (۱) ریاض النضرہ محب طبری جزء ثانی باب چہارم فصل ششم ص ۱۷۷

(۲) مستدرک حاکم جزء ۳ کتاب معرفۃ الصحابہ ترجمۂ علی بن ابیطالب ص ۱۲۶

(۳) کنز العمال ملا علی متقی جزء ۶ ص ۱۵۷

(۴) سید علی ہمدانی مودۃ القربیٰ مودت نمبر ۴

(۵) ینابیع المودۃ باب ۵۶ ص ۲۴۵

۴۹۔ سیّد المسلمین: نواس بن سمعان راوی ہیں کہ جب حضرت علی مرتضیٰؑ رسول خداؐ کی خدمت میں آتے تو آنحضرتؐ انکو سید المسلمین کہہ کے پکارتے تھے (ارجح المطالب ص ۲۲)

۵۰۔ سیف اللہ المسلول: ابن عباس سے مروی ہے کہ سید الکونینؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ علیؑ خدا کے دشمنوں کے حق میں اللہ کی کھینچی ہوئی (برہنہ) شمشیر ہے۔

(ارجح المطالب ص ۴۷)

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ میں رسول خداؐ کے رکاب سعادت میں مدینہ کی ایک دیوار کے پاس سے گذر رہا تھا اور آنحضرتؐ علیؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اتنے میں ایک کھجور کے درخت کے پاس سے گذرے وہ درخت چلا کر کہنے لگا یہ محمدؐ نبیوں کے سردار ہیں اور یہ علیؑ ولیوں کے سردار پاک اماموں کے باپ پھر ہم وہاں سے آگے بڑھے تو ایک اور کھجور کا درخت چلا کر کہنے لگا یہ محمدؐ خدا کے رسول اور یہ علیؑ ہیں خدا کی شمشیر، پس آنحضرتؐ حضرت امیرؑ کی طرف ملتفت ہو کر فرمانے لگے کہ ان درختوں کا نام صیحانی رکھو، پس یہی وجہ کہ اس قسم کی کھجوروں کا نام صیحانی رکھا گیا۔ (ارجح المطالب عبداللہ امرتسری ص ۴۷ و ۴۸)

(ش)

۵۱۔ شاہد : حاد بن عبد اللہ اسدی راوی ہیں کہ جناب امیرؑ کو میں نے منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قریش میں سے کوئی ایسا آدمی نہیں جس کے حق میں ایک یا دو آیتیں نازل نہ ہوئی ہوں ۔ ایک شخص نے پوچھا آپکے حق میں کونسی آیتِ قرآن نازل ہوئی تو حضرت نے غصہ کی حالت میں فرمایا کہ اگر تو نے سب کے سامنے نہ پوچھا ہوتا تو میں ہرگز تجھکو نہ بتاتا ۔ افسوس ہے کہ تو نے سورۃ ھود کی یہ آیت نہیں پڑھی:

أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ (سورۃ ھود آیت)

(ترجمہ) : کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر ہو اور اس کے پیچھے پیچھے ایک گواہ آتا ہو جو اسی کا جزء ہو اور اس سے پہلے کی کتاب موسیٰ جو امام اور رحمت ہے (یعنی توراۃ بھی اس کی شاہد ہے)

(ارجح المطالب عبید اللہ امرتسری ص ۴۵)

ارجح المطالب کی مذکورہ بالا روایت کو ابن ابی حاتم و ابن مردویہ اور ابو نعیم نے بھی حضرت علیؑ سے نقل کیا ہے اور اس اضافے کے ساتھ کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ رسول خدا عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ ہیں اور میں يَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ ہوں اور میں اس کے ساتھ آنے والا گواہ ہوں ۔ ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ اس آیہ ہود میں عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ تو میں ہوں اور شَاهِدٌ مِّنْهُ علیؑ ہیں ۔

دیگر حوالے ۱ علامہ جلال الدین سیوطی تفسیر الدر المنثور جزء ۳ ص ۳۲۴ ، ۲ کنز العمال ملا علی متقی جزء اول ص ۲۵۱ حدیث نمبر ۴۴۴ ۳ ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی باب ۲۶ ص ۹۹ ۴ تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی باب ۲ ص ۱۰

۵۲۔ شہید : رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ (سورۃ الرعد کی آخری آیت) قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ۚ (ترجمہ! اے نبیؐ جو لوگ کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ تم خدا کے بھیجے ہوئے (رسول) نہیں ہو تو آپ ان سے کہدیجئے کہ میرے اور

تمہارے درمیان گواہی دینے کے لئے ایک اللہ کافی ہے اور دوسرا مرد جس کے پاس کتاب کا علم ہے، اس آیت میں "گواہ" میرا بھائی علیؑ بن ابیطالب ہے اور "شہید" سے وہی مراد ہے اور وہ صاحبِ علم کتاب ہے۔

ابو سعید خدری سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول خداؐ سے آیہ اَلَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ (سورۃ النمل آیت) میں عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ سے مراد میرے بھائی سلیمانؑ ابن داؤدؑ کے وزیر (آصف برخیا) ہیں۔ پھر میں نے آیہ قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا کی نسبت پوچھا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ومن عندہٗ علم من الکتاب سے مراد میرا بھائی علیؑ بن ابیطالب ہے۔

حوالے : (۱) ینابیع المودت شیخ سلیمان قندوزی باب ۳۰ ص ۱۰۲

(۲) تفسیر ثعلبی بذیل آیہ قل کفیٰ باللہ

(۳) کتاب المناقب ابن المغازلی

مفتی قسطنطنیہ شیخ سلیمان قندوزی نے لکھا ہے کہ جب خداوند تعالیٰ نے افضل الانبیاء سرور کونین ختم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰؐ کو مبعوث برسالت کیا تو عرب والوں پر سعادت و ہدایت کے دروازے کھول دیئے اور اپنے قرابتداروں کو وحی خدا "وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ" کے مطابق جمع کیا جو بنی ہاشم ہی تھے تو عقل کا فیصلہ یہ ہے کہ کتاب خدا قرآن مجید کے جملہ اسرار و حکم کا جاننے والا بھی بنی ہاشم ہی سے ہو اس لئے کہ قریب ترین رسول خداؐ کا وہی ہے جو بنی ہاشم سے ہے اور قریب ترین رشتہ داروں کو دعوت ایمان دینے کا مقصود بھی یہی ہے کہ وہ سب سے پہلے دعوت اسلام کی طرف لبیک کہہ کر اس کو قبول کرنے والا ہو تاکہ وہ اسرار رسالت اور ابتدائے وحی ربانی کے نکات و رموز سے بھی واقف ہو اور سبھی موقعوں اور تمام لمحوں میں آنحضرتؐ کے ہمراہ رہ کر انکی پیروی بھی کرنے والا ہو اور اس بنا پر آنحضرتؐ کے تمام اقوال و افعال سے خبردار ہو اور بچپن ہی سے افعال جاہلیت سے مبرا اور پاک ہو، آنحضرتؐ کے اخلاق حمیدہ سے متصف بھی ہو اور ہدایت میں حضورؐ کا مثیل و نظیر ہو اور یہ تمام فضائل بجز حضرت علیؑ کے کسی اور میں پائے نہیں جاتے۔ جو لوگ ومن عندہ علم من الکتاب کا مصداق

عبداللہ بن سلام کو سمجھتے ہیں تو وہ بعد ہجرت رسولؐ اسلام لائے لہٰذا وہ تمام سورتیں قبل ہجرت نازل ہوئیں اُن سے عبداللہ بن سلام باعتبار شان نزول موقعۂ نزول واقف نہ تھے لہٰذا اُن آیات کی صحیح تاویل نہیں کر سکتے تھے اسی طرح جناب سلمان فارسیؓ بقول نے تین سو پچاس سال کی عمر پائی اور اپنی پوری زندگی تورات و زبور و انجیل اور دیگر صحف سماویہ کی تلاوت میں گذاری با اینہمہ وہ بھی آیۂ ومن عندہ علم الکتاب کے مصداق نہیں ہیں اس لئے کہ ان میں بھی بہت سے شرائط موجود نہیں ہیں اور معیار پر پورے نہیں اُترتے اور عبداللہ بن سلام نے تو انجیل بھی پڑھی نہ تھی الغرض ان میں اُن شرطوں میں سے ایک شرط بھی نہ تھی کہ ومن عندہ علم الکتاب کے مصداق کہے جا سکیں جبکہ حضرت نے جو حقائق و رموز و اسرار لوگوں میں بیان کئے وہ سب کو معلوم ہیں اور بجز حضرت علیؑ کے کسی کو دعوائے سلونی زیب نہ دے سکا وہ خود علوم کے بحر مواج تھے اور انکی اولاد بھی مگر یہ بات عبداللہ بن سلام میں کہاں۔ (ینابیع المودۃ باب ۳۰ ص۱۰۲ و ۱۰۳)

۵۳۔ شیخ المہاجرین والانصار: ابن عباس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول خداؐ منبر پر تشریف لے گئے اور پوچھا کہ علیؑ کہاں ہیں مولا نے فرمایا میں حاضر ہوں۔ آنحضرتؐ نے اپنے قریب بلا کر حضرت علیؑ کو اپنے سینے سے لگایا اور بآواز بلند ارشاد کیا کہ اے مسلمانو! یہ علیؑ مہاجرین و انصار کے شیخ یعنی بزرگ و سردار ہیں

ارجح المطالب ص۳۹

۵۴۔ صاحبُ اللّوا: (ص) تمام مؤرخین اسلام متفق ہیں کہ سبھی اسلامی جہاد میں علمبردار حضرت علیؑ بنائے جاتے چنانچہ ابن عباس کہتے ہیں کہ علیؑ میں چار خصلتیں ایسی ہیں کہ ان کے سوا کسی دوسرے میں نہیں ہیں۔ وہ ایسے پہلے شخص ہیں کہ تمام عربوں اور عجمیوں میں بس وہی ہیں جنھوں نے آنحضرتؐ کے ساتھ (کعبہ میں) نماز پڑھی ہے اور وہ وہ شخص ہیں کہ آنحضرتؐ کے ہر ایک لشکر میں علمبردار تھے اور وہ وہ شخص ہیں جنھوں نے آنحضرتؐ کو غسل دیا اور قبر میں (اتارا) (استیعاب فی معرفۃ الاصحاب علامہ ابن عبدالبر ترجمۂ ابولیلیٰ الغفاری جزو ثانی)

۵۵۔ صاحب لواء الحمد: اس لقب کی تشریح میں "الساقی" کے ذیل میں حدیث درج کی جا چکی ہے۔

۵۶۔ صادق: حضرت علیؑ صادق بھی ہیں اور صدیق بلکہ صدیق اکبر ہیں اس لئے کہ سب سے پہلے ایمان لانے والے (سابق الایمان) ہیں اور مباہلہ کے میدان میں نفس رسولؐ بنکر تشریف لے گئے تھے اس لئے صادق کے لقب سے بھی ملقب ہو گئے۔

۵۷۔ صالح المومنین: ابن عباس سے روایت ہے کہ آیہ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِیْلُ وَالْمَلٰٓئِکَةُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَهِیْرٌ سورۂ (التحریم آیہ ۴) میں صالح المومنین سے مراد حضرت علیؑ کی ذات ہے۔

اسماء بنت عمیس روایت کرتی ہیں کہ میں نے آنحضرتؐ سے سنا ہے کہ خدائے پاک کے کلام میں صالح المومنین سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔ ابن مردویہ اور ابن عساکر نے بھی ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے۔

تنبیہ: امام فخر الدین رازی اربعین میں لکھتے ہیں: مفسرین نے کہا کہ صالح المومنین سے مراد حضرت علیؑ ہیں اور مولیٰ کے معنی ناصر کے ہیں کیونکہ اللہ و جبرئیلؑ اور صالح المومنین کے درمیان لفظ مولیٰ کا مشترک مفہوم بجز ناصر کے کچھ نہیں ہو سکتا" (ارجح المطالب ص ۴۶-۴۵)

نوٹ: کاش مفسرین کی اس تاویل و توجیہ کی روشنی میں جسکو علامہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں آیۂ مذکورہ بالا جو سورۂ تحریم کی ہے تشریح کی ہے جو کہ یوم غدیر ارشاد رسول مقبولؐ مَن کُنتُ مَولاہُ فعلیٌّ مولاہ میں مولا کے معنی بوجہ اشتراک لفظ مولیٰ کے وہی معنی قرار دیئے ہوتے جو آیت سورۂ تحریم میں اصولا مولا کے معنی ناصر قرار دیئے ہیں۔ یعنی جب پیغمبرؐ اسلام خود کو بھی مولا کہہ رہے ہیں اور حضرت علیؑ کو بھی اپنی ہی طرح مولا بتا رہے ہیں تو آنحضرتؐ کے شایان شان نہیں ہے کہ مولا کے معنی "غلام" قرار دیا جائے۔ نہ واقعۂ غدیر کا اہتمام اور اسکی نوعیت خاص ہی مقتضی ہے کہ حرف یہ بتانے کے لئے کہ اے مسلمانو! جس طرح میں تمہارا دوست ہوں علیؑ بھی تمہارے دوست ہیں۔ یہاں پر حرف اولیٰ بالتصرف کے معنی ہی درست ہیں یعنی جس طرح آنحضرتؐ سب کے حاکم ہیں، اسی طرح علیؑ بن ابیطالبؑ بھی ہر صاحب اسلام و ایمان کے حاکم ہیں۔

دیگر حوالے : صالح المومنین سے مراد علی بن ابیطالب علیہما السلام ہیں۔

(۱) سیوطی کتاب درمنثور جز ۶ ص ۲۴۴

(۲) کنز العمال ملا علی متقی۔ جز اول ص ۲۴۳ حدیث ۶۹۲۷

(۳) ینابیع المودۃ باب ۲۲ ص ۹۳

۵۸۔ صاحب المعجزۃ :

شاہ ولی اللہ دہلوی ، ازالۃ الخفاء عن خلافت الخلفاء میں تحریر فرماتے ہیں:

۱۔ "بارہا آپکے نفس قدسی پر شعاع نبوی کا پرتو پڑا اور بڑے بڑے معجزات آپکے حق میں ظاہر ہوئے اور فیض الٰہی نے ہمت نبویہ کو آپکے کام میں صرف کیا جس سے آپ کے بہت سے مقامات قوت سے فعلیت میں آئے۔" (اردو ترجمہ ازالۃ الخفا جلد سوم ص ۳۲۶)

۲۔ امام احمد و بزار و ابن جریر باونیٰ اختلاف اس روایت کو صحت کے ساتھ لکھتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ جاڑوں میں ایک تہمد اور ایک ہلکی چادر اوڑھکر نکلا کرتے تھے اور گرمیوں میں روئی دار موٹے کپڑے پہنا کرتے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ تم اپنے والد کے ذریعہ اس کا سبب دریافت کراؤ انھوں نے حضرت علیؑ سے عرض کیا کہ اے امیرالمومنین آپ بے خوف و خطر سردی میں گرمی کے کپڑے اور گرمی میں سردی کے کپڑے پہنتے ہیں آپکو کچھ تکلیف نہیں ہوتی اس کی کیا وجہ ہے فرمایا اے ابولیلیٰ کیا تم ہمارے ساتھ خیبر میں موجود نہ تھے انھوں نے کہا میں موجود نہ تھا۔ فرمایا کہ آنحضرتؐ نے خیبر فتح کرنے کے لئے حضرات شیخین کو بھیجا اور وہ شکست کھا کر واپس آئے تب آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہم یہ علم ایسے شخص کو دینگے جو اللہ و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ وہ بھاگنے والا نہیں بھ آخر حضورؐ نے مجھ کو بلایا میری آنکھیں آشوب کر رہی تھیں آنحضرتؐ نے اپنا لعاب دہن میری آنکھوں پر لگایا اور دعا فرمائی کہ خداوندا اس سے سردی و گرمی کی تکلیف کو دور کر اُس کے بعد پھر مجھ کو سردی و گرمی نے نہ ستایا اسی لئے میں ایسا کرتا ہوں"

حوالے : (۱) کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۴

(۲) ازالۃ الخفا جلد ۳ ص ۲۲۵ (ترجمہ اردو)

(۳) نفائس المنن فی ذکر فضائل سیدنا ابی الحسن مولفہ حافظ محمد علی حیدر علوی مطبوعہ مدینہ پریس بجنور

"بہ اسانیدِ صحیحہ و طرق متعددہ حضرت اسماء بنت عمیس سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ بعد فتح خیبر منزل صہبا میں فروکش تھے ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو کسی کام کے لیے بھیجا اس اثنا میں آنحضرتؐ نے عصر کی نماز بھی پڑھ لی۔ بعد نماز عصر جب حضرت علیؑ آنحضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے تو آنحضرتؐ لیٹ گئے اور اپنا سر مبارک حضرت علیؑ کے گھٹنے پر رکھ لیا اسی حالت میں وحی نازل ہوئی وقت نزول وحی آنحضرتؐ کی حالت قریب بہ غشی ہو جاتی تھی۔ بعد نزول وحی آنحضرتؐ نے سر اٹھا کر فرمایا! کیا تم نماز عصر پڑھ چکے ہو آپ نے عرض کی کہ ابھی نہیں آنحضرتؐ نے دعا فرمائی کہ خداوندا تیرا بندہ علیؑ تیرے نبیؐ کے کام میں رکا ہوا تھا اس لیے اس کی نماز فوت ہو گئی اس کے لئے تو آفتاب کو پھیر دے، حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ آفتاب بعد غروب پھر مغرب سے لوٹ آیا اور اس قدر بلند ہوا کہ پہاڑوں اور زمین پر دھوپ پھیل گئی، حضرت علیؑ نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز عصر ادا کی تب آفتاب غروب ہوا، شیخ علی متقی نے کنز العمال جلد ۶ صـ۲۷۷ میں اس حدیث رد الشمس کو بروایت حضرت علیؑ کتاب رد الشمس مؤلفہ ابوالحسن شاذان فضلی عراقی سے لیکر لکھا ہے"

حوالہ (۱) نفایس المنن مؤلفہ حافظ محمد علی حیدری صـ۲۸۱ و ۲۸۲ ماخوذ از تذکرۂ خواص الائمہ سبط جوزی

(۲) محب طبری ریاض النضرہ جلد ۲ باب ۴ فصل ۶ ص ۱۸۹

۵۹۔ صدیق اکبر: الفاروق الاعظم کے ذیل میں وہ حدیثیں درج کی جائیں گی جن میں سرور کونینؐ نے حضرت علیؑ کو فاروق اعظم اور صدیق اکبر فرمایا ہے۔

مزید حوالہ: صواعق محرقہ ابن حجر مکی باب نہم فصل دوم حدیث عـ۳۰

آنحضرتؐ نے فرمایا صدیق تین ہیں حزقیل مومن آل فرعون، حبیب النجار مومن الیاسین اور علیؑ بن ابیطالبؑ اور علیؑ ان دونوں سے ہیں۔ (نفایس المنن صـ۲۸۳)

۶۰۔ الصّراط المستقیم: مسلم بن حبان نے ابوہریرہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ صراط مستقیم سے محمدؐ اور انکی آل کا طریقہ مراد ہے (ارجح المطالب بحوالۂ تفسیر علامہ ثعلبی ابواسحاق احمد بن محمد صاحب عرائس المجالس، ابو محمد حسین بن مسعود فرائی صاحب معالم التنزیل کے حوالوں کے ساتھ)

اہم حوالے: (۱) تاریخ خمیس حسین دیار بکری جز ۲ صـ۴۷

(۲) نزل الابرار میرزا محمد بن معتمد خاں ص ۲۱

(۳) ریاض النضرۃ محب الدین طبری جزء ۲ باب ۴ فصل دوم ص ۱۵۲ و ۱۵۴

(۴) صواعق محرقہ ابن حجر مکی باب ۹ فصل ۲ حدیث نمبر ۳۰ ص ۷۴، ۷۵

(۵) الاصابہ فی تمییز الصحابہ ابن حجر عسقلانی ترجمہ ابولیلیٰ الغفاری

۶۱۔ **صفوۃ اللہ** : دحیہ کلبی کی شکل میں جبرئیل آئے جب کہ حضورؐ دولتسرا کے صحن میں سو رہے تھے۔ جبرئیل نے آنحضرتؐ کا سر اپنی گود میں لے لیا، اتنے میں حضرت علیؑ آگئے تو جبرئیل نے آنحضرتؐ کا سر حضرت علیؑ کی گود میں دیدیا اور حضرت علیؑ کو یا صفوۃ اللہ کہہ کے پکارا (مزید تفصیل "امیر المومنین" کے لقب کے ذیل میں دیکھئے۔)

۶۲۔ **الصفی** : رسول خدا نے فرمایا! اے علی تم میرے صفی (برگزیدہ) اور امین ہو (اس کو امام نسائی نے نقل کیا ہے (ارجح المطالب ص ۴۵ و ۴۶)

۶۳۔ **صہر النبی** : محمد بن سیرین نے روایت کی ہے کہ آیہ ھُوَالَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَّصِھْرًا (سورۃ الفرقان آیہ ۵۴) میں "بشر" سے مراد حضرت علیؑ ہیں اور وہ صہر (داماد) ہیں، باعتبار نسب رسول خدا کے چچیرے بھائی ہیں اور آنحضرتؐ حضرت علیؑ کے سسرالی ہیں اس لئے کہ رسول خدا کی بیٹی حضرت زہراؑ کی اُن سے تزویج ہوئی۔

حوالے: (۱) تاریخ خمیس دیار بکری جزء اول ص ۴۰۷ و ۴۰۸

(۲) خصائص نسائی حدیث ۱۲۲ تا ۱۲۶

(۳) کفایۃ الطالب علامہ عبد اللہ بن یوسف الکنجی الشافعی۔

(۴) ارجح المطالب ص ۳۲۶

(ض) ۶۴۔ **الضارب بالسیفین** : جنگ اُحد میں جب حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی اپنی تلوار آپکے حملۂ شدید میں ٹوٹ گئی تو آسمان سے تلوار اتری جسکو ذوالفقار کہتے ہیں اور اس دن جبرئیل امین نے یہ قصیدہ پڑھا:

لَاسَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارِ لَافَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ

(ذوالفقار کے مقابلے کی کوئی تلوار نہیں اور علی کا جیسا کوئی جوان نہیں)

"روز اُحد جب مسلمانوں نے فرار اختیار کیا تو علیؑ نے مشرکین کے علمبرداروں پر حملہ کر کے اُنکو قتل کر دیا پھر جناب رسول خدا نے مشرکین کی ایک جماعت دیکھی تو علیؑ سے کہا انپر حملہ کرو چنانچہ علیؑ نے ان پر حملہ کیا اور انھیں متفرق کر دیا اور قتل کر ڈالا۔ پھر مشرکین کی ایک اور جماعت اپنی طرف آتے ہوئے حضورؐ نے دیکھا اور پھر حضرت علیؑ سے کہا حملہ کرو چنانچہ انھوں نے پھر حملہ کیا اور انکو متفرق بھی کر دیا اور قتل بھی کیا۔ اس وقت جبرئیلؑ نے رسول خدا سے کہا کہ یہ علیؑ کی محبت و غمخواری ہے۔ رسول خداؐ نے کہا کیوں نہ ہو علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں۔ جبرئیلؑ نے کہا میں آپ دونوں میں سے ہوں اس وقت ہاتف غیبی کی آواز سنائی دی لَا فَتیٰ اِلَّا عَلِیؑ لَا سَیفَ اِلَّا ذُوالفِقَار

(۱) تاریخ کامل ابن اثیر جزو ۲ ص۵۵

(۲) تاریخ طبری جزو ۳ ص ۱۷ (دوم ذکر ۳ھ اور ص ۲۰ و ۲۱

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ مطبوعہ نول کشور پریس جلد دوم صفحہ ۱۴۰ پر کسی قدر تفصیل سے واقعۂ احد کو لکھا ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ جب سارے مسلمان سرکار دو عالم کو جنگ اُحد میں تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے تو آنحضرتؐ نے علیؑ سے کہا کہ تم کیوں نہیں بھاگ گئے تو مولا نے فرمایا "اَکفُرُ بَعدَ الاِیمَانِ (کیا میں ایمان لانے کے بعد کافر ہو جاتا) کہتے ہیں کہ اس جنگ میں حضرت علیؑ کو سولہ زخم لگے ان میں چار زخم بڑے کاری تھے، اس روز حضرت علیؑ اس زور سے وار کرتے تھے کہ ہر بار زمین پر گر پڑتے تھے اور ہر مرتبہ جبرئیل آپ کا بازو پکڑ کر زمین سے اُٹھاتے تھے اور کہتے تھے یا علیؑ آپ جنگ کیجئے اللہ و رسولؐ آپ سے بہت خوش ہیں اور یہ کہ اسی معرکہ میں نادِ علیاً مظہرَ العجائب کا حکم خدا کی طرف سے رسول خداؐ کو آیا۔ جنگ حنین کے بارے میں محمد بن اسماعیل بخاری نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ اس جنگ میں جب سارے مسلمان بھاگ گئے تو میں بھی میدان جنگ سے بھاگا اور میں نے دیکھا کہ حضرت عمر بن خطاب بھی فرار کر گئے

حوالے (۱) صحیح بخاری کتاب المغازی جزو ۳ ص ۵۴ (کتاب المغازی)

(۲) تاریخ ابن کثیر شامی جزو ۴ ص ۳۲۹

اور جو لوگ جنگِ حنین میں آنحضرتؐ کے ساتھ رہ گئے تھے وہ عباس، علیؑ ابن ابیطالبؑ،

ابو سفیان بن الحارث، عقیل بن ابیطالبؑ، عبداللہ بن زبیر بن عبدالمطلب، زبیر بن العوام، اسامہ بن زید تھے، باقی سب بھاگ گئے۔ انس سے مروی ہے کہ اس دن آنحضرت نے فرمایا کہ آتش حرب تیز ہو گئی ہے۔ اُس دن حضور اکرمؐ کے حضور میں حضرت علیؑ نے شدید قتال کیا۔

حوالے: ۱۔ مسند امام حنبل جزء اول ص ۲۰۷ و ۲۵۳ جزء ۴ ص ۲۸۱ و ۳۰۴

۲۔ کنز العمال جزء ۵ ص ۳۰۴ حدیث نمبر ۵۹۷ و ۵۵۹۸ ص ۲۵۶ حدیث نمبر ۵۶۰۰ جنگ حنین میں جب مسلمانوں نے راہ فرار اختیار کی اہل مکہ کے دلوں کے کینے اور حسد ظاہر ہو گئے۔ چنانچہ ابو سفیان بن حرب نے کہا کہ ان کا بھاگنا سمندر سے پہلے ختم نہ ہو گا اور چلا کر کہا اب جادو باطل ہو گیا۔

اہم حوالے: (۱) تاریخ کامل ابن اثیر جزء دوم ص۱۰۲ (۲) تاریخ ابوالفداء جزء اول ص ۱۴۶

(۳) تاریخ الخمیس جزء دوم ص۱۱۳ (۴) سیرۃ ابن ہشام جزء ۴ ص ۸۲

(۵) تاریخ طبری جزء ۳ ص۱۲۵ (۶) البدایہ والنہایہ ابن کثیر شامی جزء ۴ ص ۳۲۷

۶۵۔ ضیاء الہدیٰ:
آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ علیؑ بن ابی طالب ہدایت کا علم اور ایمان کا منارہ ہے"

اس حدیث مبارک کو انس بن مالک نے روایت کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے ابو برزہ سے ارشاد فرمایا تھا۔ اس کو ابن مردویہ نے نقل کیا ہے "ارجح المطالب ص ۱۲"

ظاہر ہے کہ جو ذات ایمان کا منارہ ہے اس سے ہدایت کی روشنی ضرور پھیلے گی مولائے کائنات ضیاء الہدیٰ یعنی ہدایت کی روشنی بھی ہیں۔

(ط) ۶۶۔ الطّاہر:
ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کہ آیہ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيۡرًا (سورۃ الاحزاب آیہ ۳۳) یعنی بجز اس کے کچھ نہیں کہ اللہ چاہتا ہے کہ اے اہل بیتؑ تم سے ہر طرح کی نجاست کو دور رکھے اور اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک اور پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔" صرف پانچ شخصوں کی شان میں نازل ہوئی ہے یعنی رسول خدا، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہ، اور حضرات حسنؑ و حسینؑ

تنبیہ : نزل الابرار میں علامہ بدخشی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں "وھذا الحدیث حسن علیٰ رائی اکثر العلماء وقد صححہ بعضہم یعنی یہ حدیث حسن ہے اکثر علماء کے نزدیک اور کچھ نے اس کے صحیح حدیث ہونے کی تصدیق کی ہے۔"

(ارجح المطالب عبیداللہ امرتسری ص۵۵)

صحیح مسلم میں آیۂ تطہیر کا مصداق حضرت عائشہؓ کی روایت کے مطابق بھی پنجتن پاکؑ ہیں ملاحظہ ہو کتاب فضایل صحابہ باب فضائل اہلبیت جزر ۴ صفحہ ۱۳

دیگر اہم حوالے :(۱) ریاض النضرہ محب طبری جزر دوم باب چہارم فصل ششم ص۱۸۸

(۲) المستدرک علی الصحیحین ابو عبداللہ محمد الحاکم جزر ۳ کتاب معرفۃ الصحابہ مناقب اہل بیت رسول اللہ ص۱۴۶

(۳) الدر المنثور علامہ جلال الدین سیوطی جزر ۵ ص۱۹۸، ۱۹۹

(۴) استیعاب فی معرفۃ الاصحاب جزر دوم ترجمہ علیؑ بن ابی طالبؑ ص۲۰۱

(۵) ابن تیمیہ منہاج السنۃ جزر ۳ ص ۴

(۶) صحیح ترمذی: ک ۴۴ سورۃ ح ۷، ک ۴۶ ب ۳۱ ح ۶۰

۶۷۔ **طود الٰہی :** جب عبداللہ بن عباس معاویہ کے دربار میں جاکر بیٹھے تو معاویہ نے کہا کہ اے ابن عباس تم علیؑ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ ابن عباس نے کہا خدا ابوالحسن پر رحمت نازل کرے وہ ہدایت کے نشان، خلقت کے پشت پناہ، علم کی انتہا تھے اس پر حکم کے ساتھ چنگل مارنے والے دانائی کے محل اور بخشش کے خزانہ تھے اور وہ ایک نور تھے جو شب کے اندھیرے میں چمکتا ہے اور ایک عظیم حجت کی طرف دعوت دینے والے تھے وہ عقل کے پہاڑ تھے۔ اور محمد مصطفےٰ کے بعد ہر مشورہ دینے والے سے بزرگ تھے اور وہ صاحب قبلتین (یعنی دونوں قبلوں کی طرف انھوں نے نماز پڑھی تھی) اور سبطین رسولؐ کے پدر بزرگوار تھے، انکی زوجہ خیر النساء تھیں، پس کوئی بھی شخص اُن پر فوقیت نہیں لے جا سکتا میری دونوں آنکھوں نے ان کا مثل نہیں دیکھا اور میرے دونوں کانوں نے نہیں سنا کہ کوئی ان کا ہمسر ہو، پس جو شخص ان سے دشمنی رکھے اس پر تا قیامت رب العباد کی پھٹکار ہو۔

مذکورہ بالا کو ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ ریاض النضرہ محب الدین ابو العباس احمد بن عبداللہ الطبری کے حوالے سے عبیداللہ امرتسری نے ارجح المطالب ص۵۹ پر درج کیا ہے۔

۶۸۔ الظّاہر : حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا: انا الاوّل وانا الآخر وانا الظاہر وانا الباطن یعنی میں اوّل ہوں جس نے سب سے پہلے رسول اللہؐ کی دعوت اسلام پر اپنے اسلام کا اعلان کیا اور میں سب سے آخر میں رسولِ خداؐ سے جدا ہوا کہ میری آغوش میں آپ نے رحلت فرمائی اور میں نے جملہ انبیاءؑ کی مدد چھپ کر کی اور رسول خداؐ کی نصرت ظاہر بظاہر کی۔

نوٹ: (۱) حضرت علیؑ کے سابق الاسلام ہونے پر محدثین کا اجماع ہے (۲) حضرت علیؑ کی آغوش میں رسول خداؐ کا رحلت فرمانا اس پر مؤرخین کا اجماع ہے (۳) انبیاء و مرسلینؑ کی نصرت امیر المومنین پر بھی مفسرین اسلام نے آنحضرتؐ کے اقوال درج کئے ہیں (۴) عہد رسولؐ کی تمام جنگوں میں بجز جنگ تبوک کے حضرت علیؑ سردارِ لشکر و علمبردار فوج اسلام رہے۔

(ظ) **۶۹۔ ظہیر النّبیؐ** : (ظَہر بمعنی پشت اور ظہیر بمعنی پیٹھ مضبوط کرنے والا)

قرآن مجید میں ہے: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہ اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ ہ وَوَضَعۡنَا عَنۡکَ وِزۡرَکَ الَّذِیۡۤ اَنۡقَضَ ظَہۡرَکَ ہ وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ ہ

(سورۃ الانشرح کی ان آیتوں کا ترجمہ یہ ہے کہ اے نبیؐ کیا ہم نے تمہارے سینے کو (علم سے) کشادہ نہیں کر دیا (یعنی یقیناً) کر دیا اور تم پر سے وہ بوجھ نہیں اتار دیا جس نے تمہاری کمر توڑ رکھی تھی اور تمہارا ذکر بھی بلند کر دیا)

۱۔ اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ میں نے حضرت رسول خداؐ کو دعا کرتے ہیں سنا کہ آپ نے خدا سے مناجات کی کہ میرے بھائی موسیٰ نے مجھ سے سوال

کیا تھا کہ میرے سینے کو کشادہ کردے میرے اس امر نبوت کو آسان کردے : میری زبان کی گرہ کو کھول دے تاکہ لوگ میری بات کو سمجھیں اور میرے اہل میں سے میرے بھائی ہارونؑ کو میرا وزیر بنادے اس سے میری کمر کو مضبوط کردے پس تو نے جواب میں فرمایا کہ ہم عنقریب تیرے بازو کو تیرے بھائی سے مضبوط کردیں گے اور تم دونوں کو غلبہ عطا کریں گے اور تم دونوں پر (دشمن) غلبہ نہ پا سکیں گے خداوندا ! تیرا نبی وصفی محمد بھی دعا مانگتا ہے کہ خدایا میرے سینہ کو کھول دے میرے اہل میں سے میرا بھائی علیؑ کو میرا وزیر بنادے اور اس سے میری کمر کو مضبوط کردے (۔ اس حدیث کو احمد بن حنبل نے مناقب میں درج کیا ہے)

حوالہ ۔ ریاض النضرۃ محب الدین طبری ، جزء دوم باب چہارم ، فصل ششم ص۱۶۳

۲ ۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے مجھ کو تمام انبیاء سے برگزیدہ بنایا ہے اس لئے کہ مجھے اپنا وصی بنانے کا اختیار دیا ہے پس میں نے اپنے ابن عم (علیؑ) کو منتخب کرلیا ہے اس کے ذریعہ خدا نے میرے بازو کو قوی کردیا جس طرح موسیٰؑ کے بازو کو ہارون کے ذریعہ قوی کیا تھا۔ پس وہ میرا خلیفہ اور وزیر ہے ، اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو اس کو میرے بعد نبوت بھی ملتی۔

حوالہ : مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی مودۃ ۶ فضایل علیؑ ۔

۳ ۔ حضرت ابوذر غفاری سے بھی یہ دعائے نبیؐ مروی ہے ۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب حالت رکوع میں حضرت علیؑ نے انگوٹھی بطور زکوٰۃ سایل کو دی تو آنحضرت رسول مقبولؐ نے اس دعا کا اعادہ فرمایا اور ابھی یہ دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ آیۂ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ (بجز این نیست کہ اللہ اور اس کا رسول (محمد مصطفےٰ) اور وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں تمہارے ولی و حاکم ہیں۔

حوالے : تفسیر ثعلبی بذیل آیۂ بالا (۲) علامہ شبلنجی نور الابصار ص (۳)

تذکرۂ خواص الامۃ سبط ابن جوزی باب الثانی فی فضایل علیؑ ص۹ (۴) مفتاح النجا (مرزا محمد معتمد خاں) فی مناقب آل عبا۔

۷۰۔ العابد: حارثہ بن سعد وقاص کا بیان ہے کہ مسجد نبوی میں رسولِ خداؐ کا جیسے ایک حجرہ عبادت کے لئے مخصوص تھا اُسی طرح حضرت علیؑ کے لئے بھی مسجد نبوی میں ایک حجرہ تھا جس میں عبادت خدا کی تعلیم دیتے تھے۔

حوالے: (۱) ارجح المطالب ص۵۶ (۲) ریاض النضرہ محب الدین طبری ص۲۲۶ جلد دوم)

روایت ہے کہ جنگ صفین کی لیلۃ الہریر میں دو صفوں کے بیچ حضرت علیؑ کے لئے نطع یعنی زرہ بچھادی گئی تیروں کی بارش (دشمن کی فوج کی طرف سے) ہوتی رہی اور آپکے کانوں کے پاس سے سن سے تیر گذرتے رہے اور دائیں بائیں نکلتے رہے مگر حضرت علیؑ بے خوف عبادت میں مصروف رہے اور مع وظائف کے نماز تمام کی اور اپنی جگہ سے نہیں ہٹے۔ حضرت کے کثرت نوافل کا یہ حال تھا کہ شرح نہج البلاغۃ میں ابن ابی الحدید معتزلی نے لکھا ہے "کان جبھتہ کثفنتہ البعیر (یعنی سجدوں کی) کثرت کے باعث آپکی پیشانی پر گھٹہ پڑگیا تھا ویسا جیسا اونٹ کے زانوؤں پر گھٹے پڑجاتے ہیں۔ نماز کے بجالانے میں آپ پر اس قدر استغراق طاری ہوجاتا تھا کہ جسد عنصری سے بھی آپ بے خبر ہوجاتے تھے"

حوالے: ۱۔ ارجح المطالب ص ۲۱۹ بذیل "جناب امیر علیہ السلام کی نماز"

۲۔ نفائس المنن مولوی حافظ محمد علی حیدری علوی ص ۱۹۴

۳۔ ملا جامی نے آپکی نماز کی کیفیت پر ایک نظم لکھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کے جسم میں ایک تیر لگا اور حالت نماز میں نکالا گیا اور آپ اس قدر محو نماز تھے کہ آپکو خبر تک نہ ہوئی۔ تیر نکالا گیا تو مصلے پر خون کے چھینٹے تھے جس سے پھول کھل اٹھے تھے اس کے آخری دو شعر یہ ہیں (ماخوذ از تحفۃ الاحرار مثنوی ملا جامی نفائس المنن ص۱۹۴)

گفت چو فارغ ز نماز آں بدید ∴ گلگل خونش بمصلّی چکید

ساختہ گلزار مصلّائے من ∴ کایں ہمہ گل چیست تہ پائے من

۴۔ تفسیر حسینی میں ہے کہ آپ (حضرت علیؑ) ہر شب میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے اور

نماز میں اس قدر استغراق ہوتا کہ جنگ اُحد میں آپکے پائے مبارک میں تیر لگا اور اتنا گہرا کہ بغیر دقت پیر سے نکالا نہیں جا سکتا تھا۔ آنحضرت (رسول خدا) نے حکم دیا کہ علیؑ جس وقت نماز میں ہوں تب تیر نکالا جائے چنانچہ حالت نماز میں پیر سے تیر نکالا گیا اور بہت سا خون نکلا مگر آپکو مطلقاً خبر اس کی نہ ہوئی۔ شیخ فرید الدین عطار نے اس کو ایک شعر میں نظم کیا اور وہ یہ ہے ؎ چناں شد در نماز او محو سبحاں

که از پائش بردن کردند پیکاں

(مناقب مرتضوی شیخ محمد صالح کشفی ص۱۹۷)

(ع) ۷۱۔ **عُروۃ الوثقیٰ**: رسول خدا نے فرمایا: جس نے علیؑ سے محبت کی اس نے عروۃ الوثقیٰ کو پکڑ لیا (یعنی خدا کی مضبوط رسی کو تھام لیا)۔

حوالہ: نسیم الریاض شرح شفائی قاضی عیاض جلد ۳ ص۴۱۲

۷۲۔ **علیؑ**: (۱) مجاہد کا بیان ہے کہ انکی والدہ (فاطمہ بنت اسد) نے انکی ولادت ہونے پر اُن کا نام علیؑ رکھا (بحوالہ تذکرۃ خواص الامہ سبط ابن جوزی)۔

(۲) بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب جناب امیرؑ آنحضرتؐ کے دوش اقدس پر بت شکنی کے لئے چڑھے اُس وقت سے شرف و علو و رفعت کی وجہ سے اُن کا نام علیؑ پکارا گیا (بحوالہ تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی)

(۳) عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ کی والدہ اپنے ایام حمل (علیؑ) میں جس وقت ہبل (بت) کے آگے سجدہ کرنے کو جاتیں اور اس کا ارادہ کرتیں تو جناب امیرؑ ان کے پہلو کیطرف چڑھ جاتے اور سجدہ کرنے سے اُن کو روکے رکھتے۔ اسی وجہ سے آپ کا نام علیؑ رکھا گیا۔

نوٹ: در اصل جس وقت قریش جناب ابوطالبؑ سے پوچھتے کہ تمہارا دین کیا ہے تو آپ فرماتے کہ میں دین عبدالمطلب پر ہوں۔ کفار کی یہ ہمت تو پڑتی نہ تھی کہ وہ ابوطالبؑ سے یہ کہیں کہ اگر تم دین عبدالمطلب پر ہو تو چل کے کعبہ کے بتوں کو سجدہ کرو اور کفار قریش نے یہ جھوٹ مشہور کر رکھا تھا کہ حضرت عبدالمطلب بت پرست تھے اور وہ دل ہی دل میں جانتے تھے کہ ابوطالبؑ ہم لوگوں سے اپنا دین چھپا رہے ہیں اور چونکہ میاں بیوی کا مذہب اور دین عام طور پر ایک ہی

ہوتا ہے لہٰذا ان کو یہ تدبیر سوجھی کہ فاطمہؑ بنت اسد کو کعبہ میں لے چلو اگر یہ بتوں کو سجدہ کر لیتی ہیں تو ہمارے قول کی تصدیق ہو جائے گی کہ جیسے عبدالمطلبؑ بت پرست تھے تو وہی دین ابوطالبؑ کا بھی ہے۔ مگر حضرت فاطمہؑ کے بطن اقدس میں بت شکن آچکا تھا آپ ان کے اصرار پر کعبہ میں گئیں مگر جب آپ سے ہبل کے آگے سجدہ کرنے کو کہا گیا تو مولائے کائنات کی والدۂ ماجدہ نے فرمایا کہ میں صاحب امانت ہوں اور میرے بطن کا یہ بچہ اس طرح سے میرے بطن میں کھڑا ہو جاتا ہے کہ میں سر بھی نہیں جھکا سکتی۔ اس واقعہ کو کہ فاطمہؑ بنت اسد بت کے آگے سجدہ نہیں کرپاتی تھیں اس لئے کہ حضرت علیؑ علاہلی قدمیہ فی بطن امہ (اپنے دونوں قدموں پر بطن مادر میں بلند ہو جاتے تھے) اور وہ سجدہ سے اپنی ماں کے لئے رکاوٹ کھڑی کر دیتے تھے۔ ملا محمد مبین فرنگی محل نے حضرتؑ کے حالات میں اس کا وسیلۃ النجاۃ میں ذکر کیا ہے اور آغاز کلام اس طرح کیا ہے اَلسَّعِیْدُ سَعِیْدٌ وَلَوْ کَانَ فِی بَطْنِ اُمِّہٖ وَالشَّقِیُّ وَلَوْ کَانَ فِی بَطْنِ اُمِّہٖ خوش بخت اپنی ماں کے پیٹ ہی سے خوش بخت و سعید ہوتا ہے اور بدبخت اپنی ماں کے پیٹ سے ہی بدبخت و شقی ہوتا ہے۔

مذکورۂ بالا واقعہ سے پتہ چلا کہ حضرت علیؑ بطن مادر ہی سے ہادیٔ اسلام واقع ہوئے تھے اور کفر و ضلالت سے مانع تھے۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ الامام امام ولو کان فی بطن آمہ والنبی نبیؐ ولو کان فی بطن اُمّہ یعنی امام امام ہے چاہے ماں کے پیٹ ہی میں کیوں نہ ہو، یہاں سن و سال کی قید نہیں ہوتی یہ لوگ وہ ہیں کہ اپنے وجود کے ساتھ باہوش و باخرد اور باشعور ہوتے ہیں، ان کا قیاس اوروں پر کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ یہ بھی قابل توجہ ہے کہ جو بطن مادر سے بت پرستی اور امر باطل سے روکے اس کے لئے ایمان و اسلام لانے کی بحث فضول ہے۔ وہ تو بطن مادر ہی سے مسلمان و موحد و صاحب ایمان ہے۔

(۴) بعض کے نزدیک خود ابو طالبؑ نے علیؑ نام رکھا تھا چنانچہ علامہ یوسف الکنجی نے بھی اس کو مان کر اپنی کتاب کفایت الطالب میں اپنی تائید میں حضرت ابو طالبؑ کا ایک ایک شعر درج کیا ہے اور وہ یہ ہے: ؎

سَمَّیْتُہٗ بِعَلِیٍّ کَیْ یَدُوْمَ لَہٗ   عِزُّ الْعُلُوِّ وَفَخْرُ الْعِزِّ اَدْوَمُہٗ

ترجمہ : میں نے اس کا نام علیؑ اس لئے رکھا تا کہ بلندی کی عزت اور عزت کا فخر ہمیشہ اس سے وابستہ رہے اور یہ اپنے ساتھ اس کو لئے رہے۔

(۵) جناب ختمی مآبؐ کے گلہ بان ابو سلیمان راوی ہیں کہ میں نے آنحضرتؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ شب معراج پروردگار عالم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے محمدؐ تم فرش زمین پر اپنی جگہ پر کس کو چھوڑ کر آئے ہو میں نے عرض کی لوگوں میں کے سب سے افضل و بہتر کو۔ باریتعالیٰ نے دریافت کیا کہ علی بن ابی طالب کو تو میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ فرمایا کہ میں نے زمین و آسمان کو اچھی طرح دیکھ کر تمکو منتخب کیا اور برگزیدہ بنایا اور اپنے ناموں (اسماء) میں سے ایک نام سے تمھارے نام کو مشتق کیا پس میں محمود ہوں اور تم محمدؐ ہو۔ پھر میں نے دوبارہ اہل زمین کو دیکھا اور علی بن ابی طالب کو منتخب لازماً قرار دیا اور برگزید کیا اور اس کے لئے بھی ایک نام اپنے نام سے مشتق کیا پس میں اعلیٰ ہوں اور وہ علی ہے۔ اے محمدؐ میں نے تم کو اور علی کو اپنے اصلی نور سے خلق کیا اور تم دونوں کی ولایت کو اہل زمین و اہل آسمان کے روبرو پیش کیا، پس جس نے قبول کیا وہ میرے نزدیک مومن ٹھہرا اور جس نے تمھاری رسالت اور علیؑ کی ولایت سے انکار کیا وہ کافروں کے گروہ سے ہو گیا۔

(۶) روضۃ الشہداء میں ملا حسین واعظ کاشفی لکھتے ہیں کہ جب حضرت علیؑ پیدا ہوئے تو جناب ابو طالبؑ تشریف لائے اور حضرت فاطمہ بنت اسد سے پوچھا کہ اس بچے کا کیا نام رکھا تو فرمایا کہ میں نے اپنے پدر حضرت اسد کے نام پر اس کا نام اسد رکھا ہے تو ابو طالبؑ نے فرمایا ان کا نام ہمارے جد اعلیٰ جامع قبائل عرب قُصیٰ کے نام پر زید رکھنا چاہیے، اتنے میں رسول اللہ تشریف لائے اور پوچھا کہ اس بچہ کا کیا نام رکھا۔ کہا گیا کہ ماں نے اسد اور باپ نے زید نام رکھا ہے آپؐ نے فرمایا اس کا نام علیؑ رکھنا چاہیئے۔ حضرت علیؑ کی والدہ نے فرمایا بخدا میں نے ایک دن ہاتف غیبی سے یہی نام سنا تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت امیرؑ کے نام رکھنے کے بارے فاطمہؑ بنت اسد اور حضرت ابو طالبؑ میں اختلاف رائے ہو گیا آخر کار فیصلے کے لئے دونوں کعبہ میں گئے، فاطمہؑ نے

آسمان کی طرف دیکھا اور یہ شعر پڑھا : ؎

یَا رَبِّ یَا ذَا الْغَسَقِ الدُّجِیِّ ۔ یُبَیِّنْ لَنَا بِحُکْمِکَ الْمَرْضِیِّ ؛ مَاذَا تَرٰی مِنْ اِسْمِ ذِی الصَّبِیِّ

(ترجمہ : اے پروردگار اس لڑکے کے نام کے لئے جو تیری مرضی ہو مجھے اس سے آگاہ کر)

اتنے میں غیب سے ندا آئی : فَاِسْمُہٗ فِیْ شَامِخٍ عَلِیُّ ؛ اِشْتُقَّ مِنَ الْعَلِیِّ عَلِیُّ

ترجمہ : اس کا نام علی ہے جو العلی سے مشتق ہے (نام) خدائے پاک کے اسمائے حسنیٰ سے مشتق ہے ۔)

(۷) روایت ہے کہ جب وقت ولادت امیرالمومنین علیؑ بن ابیطالبؑ قریب آیا تو آپ کے والد کعبہ میں تشریف لے گئے اور خانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر یہ مناجات کی!

اُدْعُوْکَ یَا ذَا الْغَسَقِ الدُّجِیِّ ۔ وَالْفَلَقِ الْمُبْتَلَجِ الْمُضِیِّ بَیِّنْ لَنَا مِنْ حُکْمِکَ الْمَرْضِیِّ ۔

چنانچہ ہاتف غیبی نے ندا دی

خَاطَبْتَنَا بِالْوَلَدِ السَّدِیِّ ؛ اَلطَّیِّبِ الْمُہَذَّبِ الْمَرْضِیِّ

اِنَّ اسْمَہٗ فِیْ شَامِخِ الْعَلِیِّ ؛ عَلِیٌّ اِشْتُقَّ مِنَ الْعَلِیِّ

ترجمہ : میں تجھے پکارتا ہوں اے شب تاریک اور صبح روشن کے مالک ، ہم سے اپنی مرضی و خوشی کے مطابق حکم دے کہ ہم اس لڑکے کا کیا نام رکھیں ۔ (ناگاہ ہاتف نے پکار کر کہا) تو نے ہم سے اس پاک و پاکیزہ ، مہذب اور ستورہ لڑکے کی نسبت دریافت کیا ہے تو اس کا نام آسمان کی بلندیوں میں علیؑ ہے اور وہ مشتق ہے اَلْعَلِیُّ سے جو خدائے (عزوجل) کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے ۔

نوٹ : مختلف طرق سے حضرت امیرالمومنین کا نام "علی" ہونے کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح خدا نے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم شریف محمد رکھا جو اس کے نام محمود سے مشتق ہے اسی طرح خداوند عالم نے حضرت علیؑ کا نام علیؑ رکھا جو العلی الاعلیٰ سے مشتق ہے یعنی ان ذوات کے نام بھی اللہ نے رکھے ۔ اسی طرح فاطمہؑ بنت محمد کا نام فاطر السموات نے "فاطر" سے مشتق کیا اور حضرت حسنؑ بن علیؑ کا اپنی صفت "محسن" سے مشتق کیا اور حضرت حسینؑ کا نام "احسان" سے مشتق کیا ۔

نمبر (۱) تا (۷) کی عبارتیں ارجح المطالب صفحہ ۱۰ تا ۱۲ سے ماخوذ ہیں۔

دیگر اہم حوالے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ کا نام خدا کی طرف سے رکھا گیا اور اس نے اپنے خاص ناموں سے مشتق کر کے پنجتن پاک محمدؐ و علیؑ و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کے نام رکھے:

(۱) سبط ابن جوزی تذکرۂ خواص امہ باب ۲ صفحہ ۲۵

(۲) ابن مغازلی۔ کتاب المناقب

(۳) اخطب خوارزمی کتاب المناقب

(۴) شہاب الدین دولت آبادی، ہدایۃ السعداء

(۵) حاجی عبدالوہاب تفسیر

(۶) مرزا محمد معتمد خاں، مفتاح النجا

(۷) روضۃ الندیہ محمد بن اسماعیل ابن صلاح الامیر ص ۱۶۳

(۸) فرائد السمطین علامہ حموینی

(۹) علامہ سیوطی تفسیر الدر المنثور الجزء الاول ص ۶۰ و ۶۱ بذیل آیہ فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ (سورۃ البقرہ آیت ۳۷)

(۱۰) ینابیع المودت شیخ سلیمان قندوزی باب ۲۴ ص ۹۶، ۹۷

(۱۱) نطنزی خصائص علویہ

۷۳۔ عین اللہ: جس طرح حضرت علیؑ نفس اللہ، کلمۃ اللہ، حجۃ اللہ، اذن اللہ، ید اللہ، جنب اللہ اسی طرح عین اللہ بھی ہیں۔ جب کسی مومن کامل کا ہر بُنِ مُو حکم الٰہی کے بجا لانے میں لگا رہتا ہے اور پلک جھپکنے پر بھی وہ مرضیٔ الٰہی کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا تو اس کے اجزائے جسمانی ایک ایک کر کے خدا اپنی طرف منسوب کر لیتا ہے جیسے آنحضرت نے سنگریزے مارے تو خداوند عالم نے کہا اے محمدؐ تم نے سنگریزے نہیں مارے بلکہ ہم نے مارے اور اے رسول لوگوں نے تم سے بیعت نہیں کی بلکہ ہم سے کی لہٰذا جب حضرت علیؑ نے کبھی کوئی معمولی سے معمولی عمل خدا کے حکم کے خلاف نہیں کیا اور نہ کسی کی طرف بغیر اسکی مرضی کے دیکھا

تو یقیناً آپ کی آنکھ گویا خدا کی آنکھ ہے، اگر یہ نہ ہو تو عین اللہ ناظرہ کا صحیح مطلب نہ نکلے۔ اِلیٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (سورہ انصار آیہ ۲۳)

(ع) ۷۴۔ **غالب کل غالب** : وہ ذات اقدس اور وہ اشجع الناس جس نے بڑے سے بڑے معرکے سر کئے اور جس کی نصرت دین کے جہادوں میں پیغمبر اسلام کو فتح پہ فتح اور ظفر پر ظفر حاصل ہوئی اور جس نے عمرو بن عبدود اور مرحب و عنتر کے جیسے بہادروں کو مغلوب کر کے فنا کے گھاٹ اتار دیا وہ خدا کی خدائی میں غالب کل غالب ہے اور اس کو غالب کل غالبؑ کہا جائے تو پھر اُسے کن لفظوں میں یاد کیا جائے۔ علیؑ بن ابیطالبؑ بنی غالب میں تھے اور کبھی بھی کوئی اُنکو مغلوب نہ کر سکا۔ غزوات عہد پیغمبر خداؐ جس قدر وقوع میں آئے سب کے سب بلا استثنار حضرت علیؑ کے ہاتھوں فتح ہوئے، مثلاً بدر و قینقاع و قرقرۃ الکدر، اُحُد حمرۃ الاسد، بنی نضیر، احزاب (خندق)، مصطلق، بنی قریظہ، خیبر، وغیرہ۔

"حضرت علی مرتضیٰ نے اپنے دست مبارک سے جن لوگوں کو قتل کیا انکی صحیح تعداد کا تو خدا کو علم ہے صرف لیلۃ الہریر میں چار سو آدمی آپنے قتل کئے اس اعتبار سے بھی تعداد بہت زیادہ ہوگی اسکی تصریح صحت کے ساتھ کہیں نہیں ملتی۔ صرف خاوند شاہ تاریخ روضۃ الصفا میں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے بحالت نزع اپنے صاجزادوں کو جہاں اور وصیتیں فرمائی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ جب میرا انتقال ہوجائے تو میرا مدفن کسی کو نہ بتانا اس لئے کہ میں نے دس ہزار بہادران کفار و دلیران اسلام (منافقین) جن کا قتل کرنا ضروری تھا اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہے ان کے عقاب سے مجھے خوف ہے کہ کہیں میرے بعد میری قبر نہ کھود ڈالیں اس کے علاوہ بنی امیہ کو میرے ساتھ بہت زیادہ دشمنی ہے۔"

حوالے : (۱) ارجح المطالب صفحات ۲۹۳ و ۲۹۴

(۲) نفائس المنن فی ذکر فضائل سیدنا ابی الحسن مولوی حافظ محمد علی حیدر مدینہ پریس، بجنور جنوری ۱۹۳۴ء

(ف) ۷۵۔ فاتح بدر و حنین : تاریخ شاہد ہے کہ عہدِ رسالت مآبؐ میں اسلامی جہاد کے سر کرنے والے حضرت علیؑ ہیں اور آپ نے جہاد بالسیف سے لشکرِ اسلام کو فتح و ظفر سے ہمکنار فرمایا اور اپنی شجاعت و بہادری و دلیری سے ان مہمات کو سر کیا اسی لئے آپ فاتح بدر و حنین کہلاتے ہیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) استیعاب ابن عبدالبر (۲) ارجح المطالب صفحہ ۲۳

جنگ بدر فتح کرنے والے محض حضرت علیؑ تھے اور حضرت حمزہؑ کا علم جنگ حضرت علیؑ کے ہاتھ میں رسولِ خداؐ نے دیا تھا۔ اس وقت حضرت کی عمر شریف صرف بیس سال کی تھی، اس جنگ میں کفارِ مکہ کے ستر آدمی مارے گئے جن میں قریش کے تمام معزز گھرانوں کے لوگ شامل تھے خصوصاً بنی مخزوم، بنو امیہ اور بنو اسد۔

دیگر اہم حوالے : (۱) مستدرک حاکم جز ۳ ص ۱۱ (۲) تاریخ الخمیس جز اول ص ۴۱۰ (۳) تاریخ کامل ابن اثیر جز ۲ ص ۴۴، ۴۴ (۴) تاریخ واقدی مترجم اردو نولکشور پریس صفحہ ۱۱۳

جنگِ بدر میں کفار کے آدھے سے زیادہ آدمی حضرت علیؑ کے ہاتھوں قتل ہوئے!

حوالے: تاریخ کامل ابن اثیر جز ۲ ص ۴۴، ۴۴ نیز ارجح المطالب باب سوم صفحہ ۴۲ بحوالہ کتاب مطالب السئول علامہ طلحہ شافعی و کفایت الطالب علامہ محمد بن یوسف الکنجی۔

۷۶۔ فاتح خیبر : علامہ شبلی نعمانی سیرۃ النبیؐ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"تاہم اس قدر ضرور صحیح ہے کہ اس مہم پر پہلے بڑے بڑے صحابہ بھیجے گئے تھے لیکن فتح کا فخر کسی اور کی قسمت میں تھا، جب مہم میں زیادہ دیر ہوئی تو ایک دن شام کو آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ کل میں اس شخص کو علم دوں گا جس کے ہاتھ پر خدا فتح دے گا اور جو خدا اور خدا کے رسولؐ کو چاہتا ہے اور خدا اور خدا کا رسولؐ بھی اس کو چاہتے ہیں۔ یہ بات نہایت امید اور انتظار کی بات تھی صحابہ نے تمام رات بیقراری میں کاٹی کہ دیکھئے کہ یہ تاج فخر کس کے ہاتھ آتا ہے۔ حضرت عمر نے قناعت پسندی اور بلند نظری کی بنا پر کبھی حکومت اور سروری کی تمنا نہیں کی لیکن

جیسا کہ صحیح مسلم باب فضائل علیؑ میں مذکور ہے انکو خود اعتراف ہے کہ اس موقع کی تمنا میں انکی خودداری بھی قائم نہ رہ سکی" (سیرۃ النبیؐ صفحہ ۴۴۶، ۴۴۷ حصہ اول مطبوعہ معارف اعظم گڈھ طبع سوم)

۷۷۔ الفاروق الاعظم : جناب ابوذر غفاری سے روایت ہے کہ حضور اکرمؐ فرمایا کرتے تھے کہ اے علیؑ تم صدیق اکبر ہو اور تم فاروق اعظم ہو یعنی تم بڑے سچے اور حق و باطل میں تفریق کرنے والے ہو۔

(تاریخ خمیس دیار بکری جزء ۲ صفحہ ۲۰۶ و ۲۰۷)

ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ علیؑ سب سے پہلے میرے اوپر ایمان لائے اور بروز قیامت سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کریں گے اور یہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہیں۔ اس کو دیلمی نے (فردوس الاخبار) میں اور طبرانی نے (معجم الکبیر) میں نقل کیا ہے۔ (ارجح المطالب ص ۲۷، ۲۸)

نوٹ : سلمان فارسی سے ہم "یعسوب الدین" کے لقب کے ذیل میں روایت درج کر کے بعض حوالے درج کر چکے ہیں مزید حوالے حسب ذیل ہیں :

(۱) روضۃ الندیہ محمد بن اسماعیل بن صلاح الامیر صفحہ ۴

(۲) نزل الابرار مرزا محمد منتخد خاں ص ۳۱

(۳) صواعق محرقہ ابن حجر مکی مطبوعہ مصر باب نہم فصل ۲ حدیث نمبر ۳ ص ۴، ۷۵

(۴) ینابیع المودۃ شیخ قندوزی باب ۴۲ صفحہ ۱۲۴ تا ۱۲۹ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۱ھ

(۵) اصابہ فی تمیز الصحابہ ترجمۂ ابی لیلیٰ الغفاری

(۶) کنز العمال ملا علی متقی جزء ۶ صفحہ ۱۵۲ حدیث نمبر ۲۵۱۵، ۲۵۱۶

(۷) استیعاب بن عبدالبر ترجمۂ ابی لیلیٰ الغفاری حدیث ۲۹۶۹ صفحہ ۶۲۶

(ق) **۷۸۔ قاتل الفجرہ** : ابو اسحاق ثعلبی اپنی تفسیر قرآنی میں لکھتے ہیں کہ ایک دن عبداللہ بن عباس چاہ زمزم کے پاس بیٹھے تھے اور جناب سرور کونینؐ کی حدیثیں بیان کر رہے تھے کہ ناگہاں ایک شخص نے آکر کہا جو مجھے پہچانتا ہے وہ پہچانتا

ہے جو نہیں پہنچاتا وہ پہچان لے کہ میں ابوذر غفاری ہوں میں نے رسالت مآبؐ کو فرماتے ہوئے سنا اور ان دونوں کانوں نے بغور سنا (اگر) جھوٹ کہتا ہوں تو یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں کہ جناب امیرؑ کی نسبت رسول خداؐ نے فرمایا کہ نیکوکاروں کے پیشوا اور بدکاروں کے قاتل علیؑ ہیں فائز المرام ہے وہ شخص جس نے علیؑ کی نصرت کی اور چھوڑا گیا وہ شخص جسنے علیؑ کو چھوڑا۔

حوالہ : ارجح المطالب عبداللہ امرتسری صـ ۴۲

۷۹. قاتل الناکثین والقاسطین والمارقین : جابر بن عبداللہ انصاری

راوی ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا : آیہ فَإِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَإِنَّا مِنْهُم مُّنتَقِمُونَ (سورۃ الزخرف آیہ ۴۱)

ترجمہ :۔ اگر ہم تجھے لیجائیں تو بھی ہم ان سے انتقام لینے والے ہیں" مذکورہ آیہ حضرت علیؑ کے حق میں نازل ہوئی اس لئے کہ میرے بعد وہ (علی)، عہد توڑنے والوں، ظالموں اور دین سے نکلنے والوں کے ساتھ لڑے گا۔

حوالے :۔ ۱۔ سبط ابن جوزی ذکر خواص الامہ صـ ۳

۲۔ ارجح المطالب صـ ۴۴

۳۔ نفائس المنن صـ ۲۴

۸۰. قائد الغرّ المحجلین : عبداللہ بن حکیم جھنی سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ

فرماتے تھے کہ شب معراج مجھکو خداوند تعالیٰ نے علیؑ بن ابیطالبؑ کے تین خطابات القا کئے اور وہ یہ ہیں : علیؑ مومنوں کے سردار ہیں، متقیوںؑ کے سردار ہیں، اور نورانی و سفید ہاتھ پیر والوں کے پیشوا ہیں۔

نوٹ : قرآن مجید میں سورۃ آل عمران آیہ ۱۰۶ میں ہے کہ قیامت میں کچھ لوگوں کے چہرے نورانی ہوں گے اور کچھ لوگوں کے سیاہ جو جہنمی ہوں گے ان کے چہرے جھلسے ہوئے ہوں گے اور جو جنتی ہوں گے ان کے چہرے سفید و براق و نورانی ہوں گے۔ لہٰذا نورانی لوگوں کے سردار علیؑ بن ابیطالب ہوں گے۔ (سورۃ عبس آیہ ۴۰)

۸۔ قاضیٔ دینِ رسولؐ اللہ : حضرت علیؑ رسول خدا کے دین کے قاضی ہیں :۔

(۱) حمید بن عبداللہ یزید المدنی سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآبؐ سے جناب امیرؑ کے ایک فیصلہ کا ذکر کیا گیا حضرت خوش ہو کر فرمانے لگے خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہلبیتؑ میں حکمت ودلیت کی ہے۔

(۲) انس بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا : یا علیؑ تم میری امت کے لئے میرے بعد اُن سے اس چیز کے بیان کرنے والے ہو جس میں انکو اختلاف پیش آئے گا۔

(۳) جناب ابوذر غفاری سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ علیؑ میرے علم کا دروازہ ہے اور میرے بعد امت کے لئے بیان کرنے والا ہے ان باتوں کا جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ (ارجح المطالب ص۹۵، ۱۴۹)

نوٹ : اس سے پتہ چلا کہ جیسے قرآن مجید کے ذریعہ قبل اسلام کی کتب سماویہ میں تحریفیں کی گئی ہیں اور جو باطل عقائد یہود و نصاریٰ وغیرہ نے اختیار کر کے اپنے دین کی کتابوں مثلاً توراۃ و انجیل میں ترمیم و تنسیخ کی گئیں کا انکشاف کر کے اُن باتوں کو بتایا جو حق تھیں اور پھر واضح کیا کہ کس طرح ان لوگوں نے باطل امور کو اپنے عقائد و اعمال میں شامل کر لیا ہے اسی طرح حضرت علیؑ حق و باطل کو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے بیان کرنے والے اور عقائد و اعمال کی تصحیح کرنے والے تھے۔ اس لئے کہ رسول خداؐ کے بعد عقائد و شریعت میں بڑی تبدیلیاں کی گئیں۔

دیگر حوالے (علی قاضی دین رسولؐ ہیں)

(۱) صواعق محرقہ ابن حجر مکی باب نہم فصل ۲ حدیث نمبر۱ ص ۷۳، مطبوعہ مصر

(۲) نور الابصار علامہ شبلنجی ص۷۱، ۷۳

(۳) مستدرک علی الصحیحین حاکم جز ۳ کتاب معرفتہ الصحابہ ص ۱۲۵

حضرت علیؑ کے بارے میں رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا کہ علیؑ بن ابی طالبؑ میرے قرضوں کے ادا کرنے والے ہیں چنانچہ تبلیغ سورہ برأت کے موقع پر جہاں محدثین و

مؤرخین اسلام نے لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت ابوبکر کو پہلے سورۂ برأت دیکر کفار و مشرکین کی طرف بھیجا مگر راستہ ہی سے انکو بلاکر حضرت کے حوالے سورۂ برأت کو کیا کہ وہ اس سورہ کو لیکر جائیں اور کفار و مشرکین کو سنائیں اس پر حضرت ابوبکر رنجیدہ اور کبیدہ خاطر ہوکر واپس ہوئے اور آنحضرتؐ سے سوال کیا کہ کیا میرے خلاف کوئی وحی آئی ہے تو حضورؐ نے جواب دیا نہیں بلکہ مجھ کو خدا نے حکم دیا کہ اس کی تبلیغ یا میں خود کروں یا میرے اہلبیتؑ کی کوئی فرد، صحیح بخاری میں یہ واقعہ تین جگہوں پر درج ہے۔

ملا علی متقی لکھتے ہیں (حضرت ابوبکر کے روانہ ہونیکے بعد) جناب رسول خداؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ جاؤ ابوبکر تک پہونچو انکو میرے پاس واپس کردو اور تم خود اسکی تبلیغ کرو، پس حضرت علیؑ نے ایسا ہی کیا، حضرت ابوبکر واپس ہوکر خدمت رسولؐ میں آئے اور بہت روئے عرض کی کہ کیا کوئی بات میرے خلاف نازل ہوئی ہے آپ نے فرمایا: نہیں، خیریت ہے لیکن مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اس کی تبلیغ یا تو میں خود کروں یا وہ شخص کرے جو میرے نفس کے مانند ہو۔

حوالے: کنزالعمال جزء اول ص۲۴۶، مسند امام احمد بن حنبل بروایت انس بن مالک کتاب التفسیر سورۃ برأت ص ۲۱۲

۸۲۔ قاضی الدین: حبیب السیر غیاث الدین بن ہمام، محدث شیرازی لکھتے ہیں:

(ترجمہ) جب حضرت ابوبکر راستہ ہی سے واپس ہوئے اور رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو خدمت میں عرض کی "یا رسول اللہؐ مجھ سے کیا قصور ہوا کہ سورۃ برأت کی تبلیغ سے منع کردیا گیا تو جناب رسول مقبولؐ نے فرمایا کہ تم سے کوئی گناہ نہیں ہوا لیکن جبرئیلؑ امین خداوند تعالیٰ کا یہ پیغام لے کر آئے کہ تبلیغ و فرائض کی ادائیگی صرف تم کو کرنی چاہیئے یا اس کو جو تم میں سے ہو اور علیؑ مجھ سے ہے، میرا بھائی ہے، میرا وصی ہے، میرا وارث ہے، میرے اہلبیت میں ہے اور میری امت میں میرا خلیفہ یقضی دینی میرے قرضے ادا کرے گا اور میرے وعدے بھی پورے کرے گا اور میرے کام کی تکمیل کرے گا اور ان امور کو بجز علیؑ کوئی دوسرا نہیں کرسکتا۔

اہم حوالے: (۱) حبیب السیر جلد ا جزء ۳ ص ۲، ۷ (۲) جلال الدین سیوطی درمنثور جزء ۲ ص ۲۰۹ و ۲۱۰ (۳) صحیح بخاری پارہ ۲ ص ۲۲۸ (۴) ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری جزء ۸ ص ۱۰۱، کتاب التفسیر (۵) تاریخ الخمیس جزء ۲ ص ۱۵۶۔ روضۃ الاحباب میں تحریر کرتے ہیں (واقعات حدیث قرطاس کے ذیل میں):-

"فرمود بخوانید برادر من علیؑ را پس علی بیامد و بیالین وی نشست۔ حضرت سر خود را از بستر برداشت۔ امیر در نشیب بغل وی درآمدہ سر مبارکش را بر بازوی خویش نہاد۔ آں سرور فرمود ای علی فلاں یہودی پیش من چندین مبلغ وارد کہ از وی برای تجہیز جیش اُسامہ قرض گرفتہ بودم، زنہار کہ وی را از ذمۂ من اداکنی وای علیؑ تو اول کسی خواہی بود کہ برلب کوثر بمن رسی و بعد از من بسی اُمور مکروہ بتو خواہند باید کہ تنگ دل نشوی و طریق مصابرت پیش گیری و چوں بینی کہ مردم دنیا را اختیار کردند تو باید کہ آخرت را اختیار کنی"

نوٹ:- صاحبان دین و دیانت کے لئے لمحۂ فکریہ ہے کہ شب ہجرت بستر نبوی پر سو کر اور کفار و مشرکین کی کھنچی ہوئی تلواروں میں گھر کر اور عہد رسولؐ کی تمام جنگوں میں اپنی جان کی بازی لگا کر جس نے اسلامی لشکر کو فتوحات سے ہمکنار کیا اور جس نے صبح ہجرت نبوی آنحضرتؐ کی طرف سے کفار و مشرکین کی ساری امانتیں من وعن واپس کردیں اور جس نے تصدیق رسالت میں قول و عمل سے مذہب اسلام کو پوری پوری تقویت دی اور رسول خداؐ کے وعدے پورے کئے، ان کا قرضہ ادا کیا، ان کا غسل و کفن و دفن کیا اور علم و اخلاق میں حضرت آدمؑ تا حضرت عیسٰیؑ سب سے افضل و برتر تھا تو بعد رسولؐ کیا مسند ہدایت خلق و خلافت رسولؐ کا حق ان کو حاصل تھا یا ان کے علاوہ کسی دوسرے کو۔ تمام کتب احادیث و تواریخ کو نظر انصاف سے پڑھا جائے تو بحکم خداوندی رسول خداؐ اپنی حیات طیبہ میں بار بار بڑے واضح اور صریحی الفاظ میں حضرت علیؑ کو اپنے بعد اپنا خلیفہ، وزیر، بھائی، مثیل ہارونؑ اور اپنا وصی و جانشین بنا کے دنیا سے اٹھے تھے۔ یہ حقیقتیں بڑے بڑے اور مستند ترین علماء کی کتابوں سے ثابت ہیں۔

اور ان سے انکار و اغماض و انحراف صرف بد دیانتی نہیں بلکہ بے دینی و کفر و ضلالت ہے۔

٨٣۔ **القاری** : ابو عبید السلمی القاری کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر حضرت علیؑ سے زیادہ قرأت کرنے والا کسی کو نہیں پایا۔ انہوں نے عہد رسول اللہؐ میں پورا قرآن پڑھ لیا تھا (ارجح المطالب عبداللہ امرتسری ص۵۵ بحوالہ مجمع الاحباب فی مناقب الاصحاب)

٨٤۔ **قباب عین الفتنہ** : ذر بن جیش نے جناب امیرؑ کو کہتے سنا کہ آپنے فرمایا "میں فتنہ کے چشمہ کا محافظ ہوں اگر میں نہ ہوتا تو یہ نہروانی مارے نہ جاتے۔"

(ارجح المطالب عبداللہ امرتسری ص۶۱)

٨٥۔ **القرم** : (قرم شیر نر کو کہتے ہیں) عبدالمطلب ربیعہ بن حارث ناقل ہیں کہ ایک مرتبہ میرے والد ربیعہ اور عباس بن عبدالمطلب، عبدالمطلب بن ربیعہ اور فضل بن عباس سے کہنے لگے کہ تم دونوں رسول خداؐ کے حضور میں جا کر عرض کرو کہ ہم جوان ہو گئے ہیں اور نکاح کرنا چاہتے ہیں مگر ہمارے باپ ہماری طرف سے مہر ادا کرنیکی مقدرت نہیں رکھتے۔ آپ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی ہیں اور قرابتداروں کے ساتھ صلہ رحم کرنے والے ہیں لہٰذا ہم کو عامل زکوٰۃ متقرر فرما دیں کہ جس طرح دوسرے عامل اپنا مہر ادا کرتے ہیں ہم بھی کریں۔ ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ جناب امیر حضرت علیؑ تشریف لائے اور ہم سے فرمانے لگے کہ تم لوگ آنحضرتؐ کے پاس مت جاؤ خدا کی قسم حضرتؐ تم میں سے کسی ایک کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے عامل نہیں بنائیں گے۔ ربیعہ نے کہا آپکی یہ بات بسبب حسد ہے کہ ہم سے کہہ رہے ہیں جبکہ داماد نبیؐ ہونے پر ہم نے آپ سے حسد نہیں کیا۔ جناب امیرؑ نے یہ سن کر اپنی ردا زمین پر بچھا دی اور اس پر لیٹے اور فرمایا کہ میں ابوالحسن شیر نر ہوں۔ بخدا میں یہاں سے اس وقت تک نہیں ہٹوں گا جب تک تم دونوں آنحضرتؐ کے پاس جا کر واپس نہ آجاؤ۔ جب وہ دونوں سرور عالمؐ کے پاس جا کر اپنی عرضداشت پیش کر چکے اور کہا کہ یا رسول اللہ آپ بڑے سخی ہیں اور صاحب صلہ رحم ہیں ہم کو زکوٰۃ وصول کرنے پر عامل متقرر کر دیجئے تاکہ دوسروں

کی طرح ہم بھی اپنا مہر ادا کر سکیں اس لئے کہ ہمارے والدین میں اتنی مقدرت نہیں کہ ہماری طرف سے ادا کر دیں۔ آنحضرتؐ کچھ دیر خاموش رہے اس کے بعد فرمایا: آلِ محمدؐ کو صدقات کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ ہاتھوں کی میل ہے، اس کو دونوں لڑکوں نے آکر حضرت علیؑ سے بیان کر دیا۔

نوٹ: آنحضرتؐ نے فرمایا: یا علی تم مجھ سے ہو اور میں تم سے لہٰذا جو علیؑ کی بات ہے وہی نبیؐ کی بات ٹھہری۔

۸۶۔ **القرآن الناطق:** نقل اکبر کے تحت ہم شاہ ولی اللہ کی عبارت ازالۃ الخفاء جلد اول صفحہ ۱۰۰ سے نقل کر چکے ہیں۔ ذیل میں جناب ابوالکلام آزاد صاحب کی عبارت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے قرآن ناطق ہونیکی تائید و تشریح میں نقل کرتے ہیں:

"اگر یہ سچ ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے خوارج و منکرین کے مقابلے میں فرمایا تھا کہ میں قرآن ناطق ہوں تو میں اسکی تصدیق کے لئے تیار ہوں اگرچہ حقیقت ناشناس طبیعتیں سمجھتی ہیں کہ یہ بہت بڑا دعوٰی تھا یقیناً یہ بہت بڑا دعوٰی تھا جو کوئی انسان نہیں کر سکتا لیکن اگر حضرت امیرؑ نے کہا تھا تو غلط نہ تھا اگر انکی مقدس زندگی آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا ایک کامل عکس تھی اور انکے اعمال کی روشنی سراج منیر رسالت ہی سے ماخوذ تھی تو کیوں انھیں حق نہ تھا کہ وہ اپنے تئیں "قرآن ناطق" کہیں جو کتاب الٰہی ما بین الدفتین حروف و نقوش کی تشکل میں تھی اسکی ہستی ناطق تھی جو اعمال حضرت مرتضوی کے اندر سے پکارتی تھی کہ یہ علیؑ بن ابی طالب کی آواز نہیں ہے بلکہ "القرآن الحکیم" کی صدائے الٰہی ہے اور چونکہ "القرآن" کی آواز ہے اس لئے یقیناً خود منزل القرآن کی آواز ہے۔ "کنت سمعہ الذی یسمع بہ ولسانہ الذی یتکلم بہ (بخاری)

ترجمہ: "میں اس قرآن کا گوش ہوں کہ جس کے ذریعہ سنتا ہوں اور اسکی زبان ہوں جس سے بولتا ہوں۔"

حوالہ: لمعات صداقت حصہ اول مجموعہ مضامین ابوالکلام آزاد صفحہ ۱۳ طبع لاہور ۱۳۴۰ھ

۸۷۔ قسیم النار والجنۃ: علامہ شیخ سلیمان قندوزی نے المودۃ القربیٰ مطبوعۂ اسلامبول ۱۳۰۱ھ میں باب ششم میں ایک عنوان قائم کیا "علی کے قسیم النار والجنۃ ہونے کا بیان" اور ص ۸۳ سے ص ۸۶ تک ان تمام حدیثوں کی صحت کی توثیق کی ہے اور انھیں یکجا کردیا ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ قاسم نار وجناں ہیں اُن میں سے بعض ملاحظہ ہوں:

(۱) موفق بن احمد الخوارزمی المکی نے اپنی اسناد کے ساتھ عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ جب قیامت ہوگی تو اس دن تمھارے واسطے ایک نور کا تخت رکھا جائیگا تم اس پر لائے جاؤگے اور تمھارے سر پر ایک تاج ہوگا جو اپنے نور سے منور ہوگا اس میں ایسی تیز روشنی ہوگی کہ جس سے اہل محشر کی آنکھیں چکاچوند اور خیرہ ہوجائیں گی۔ پھر خدائے قدیر کی طرف سے ندا آئیگی کہ محمد رسول اللہؐ کا وصی کہاں ہے تم جواب دوگے کہ میں یہاں ہوں پس ایک منادی کرنے والا آواز دے گا کہ اپنے دوستوں کو جنت اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں ڈالدو اس لئے کہ تم جنت و دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو۔

۲۔ ابن مغازلی شافعی نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن مسعود سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ تم قسیم النار والجنۃ ہو۔ تم جنت کے دروازہ کو کھولوگے اور اپنے دوستوں کو بغیر حساب کے اس میں داخل کردگے۔

۳۔ جواہر عقدین میں ہے کہ دارقطنی نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ کنانی سے روایت کی ہے کہ مجلس شوریٰ میں حضرت علیؑ نے ایک طویل گفتگو فرمائی اور اس میں اہل شوریٰ سے کہا کہ میں تم کو خداوند تعالیٰ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم میں میرے سوا کوئی اور ہے جس کو رسول خداؐ نے قسیم النار والجنۃ کہا ہو سب نے کہا آپ کے سوا کوئی اور نہیں۔

۴۔ حموینی نے فرائد السمطین میں ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ روز محشر میں ایک نور کی چادر اوڑھے رہوں گا میرے سر پر رسالت و کرامت کا تاج ہوگا اور علیؑ میرے آگے ہوں گے اور انکے ہاتھ میں لواء حمد ہوگا اس پر لکھا ہوگا کہ سوائے خدا کے اور کوئی معبود نہیں، محمدؐ خدا کا رسول ہے اور علیؑ خدا

کا ولی ہے۔ علیؑ کے دوست فلاح پانے والے اور فائز المرام ہیں ...... پس خازن جنت رضوان جنت آئے گا اور کہے گا کہ مجھے میرے خدا نے حکم دیا ہے کہ جنت کی کنجیاں آپکے حوالہ کردوں۔ یہ لیجئے جنت کی کنجیاں ہیں پس میں اُن کنجیوں کو لیکر اپنے بھائی علیؑ کو دے دوں گا اس کے بعد دوزخ کا خزانہ دار آئے گا اور وہ کہے گا کہ یہ دوزخ کی کنجیاں ہیں اُنھیں لیکر اپنے بھائی علیؑ کو دے دوں گا"

۵۔ مؤلف اربعین نے اسحاق بن محمد سے روایت کی ہے کہ چند فقہائے کوفہ اعمش صحابئ رسولؐ کے پاس حالت مرض (الموت) میں آئے اور کہا تم علیؑ کے فضایل بیان کیا کرتے تھے تو آئندہ تم ایسا نہ کرنا اعمش نے کہا مجھے سہارا دیکر بٹھا دو چنانچہ انکو بٹھا دیا گیا انہوں نے کہا مجھ سے المتوکل النّاجی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ فرمایا رسول اکرمؐ نے کہ بروز قیامت خداوند تعالیٰ مجھ سے اور علیؑ سے کہے گا "تم دونوں اپنے دشمنوں کو دوزخ میں ڈال دو اور اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کردو اسی وجہ سے قرآن مجید میں خدائے برحق نے فرمایا ہے کہ اَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ (سورۃ ق آیہ ۲۴) یعنی تم دونوں ہر بڑے کافر اور بڑے سرکش کو جہنم میں ڈالدو"

۸۸۔ قالعِ خیبر :

" ناعم کے بعد اور قلعے بآسانی فتح ہو گئے لیکن قلعۂ قموص مرحب کا تخت گاہ تھا۔ اس مہم پر آنحضرتؐ نے حضرت ابوبکر اور عمر کو بھیجا لیکن دونوں ناکام واپس آئے۔ طبری میں روایت ہے کہ جب خیبری قلعہ سے نکلے تو حضرت عمر کے پاؤں نہ جم سکے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کی کہ فوج نے نامردی کی لیکن فوج نے انکی نسبت بھی شکایت کی (سیرۃ النبی مؤلفہ علامہ شبلی نعمانی تقطیع کلاں جلد اول صفحہ ۲۵۶)

اس بزدلی و نامرادی کے قصوں کو سنکر آنحضرتؐ کو طیش آگیا اور فرمایا کل میں یقیناً ایسے کو علم دوں گا جو مرد ہو گا، بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے والا، میدان سے نہ بھاگنے

والا، اللہ و رسولؐ کو وہ دوست رکھنے والا ہے اور اللہ و رسولؐ اسکو دوست رکھتے ہیں۔ دوسرے دن صبح کو لوگ رسول خداؐ کے گرد جمع ہو گئے کہ شاید ہم کو رایت اسلام مل جائے سعد و عاص آنحضرتؐ کے کپڑوں سے رگڑ کر چلے کہ حضورؐ شاید انکی طرف متوجہ ہوں اور انھیں علم دیدیں، غرض آنحضرت نے حضرت علیؑ کو طلب کیا تو معلوم ہوا تو لوگوں نے کہا انکی آنکھیں آشوب کر آئی ہیں۔ آنحضرتؐ نے انکو بلوا کر انکی آنکھوں میں اپنا لُعابِ دہن لگایا اور حضرت علیؑ کی آنکھوں کا آشوب فوراً ختم ہو گیا اور حضرت علیؑ کو سرورِ کونین نے عَلَم دے دیا۔ حضرت علیؑ نے مرحب وعنتر کو قتل کر کے خیبر فتح کر لیا۔"

مرحب جب حضرت کے مقابلہ پر آیا اور اس کے رجز کا جواب مولائے کائنات دے چکے تو دونوں میں چوٹیں چلیں، مرحب نے ایک پر زور وار کیا حضرت علیؑ نے اسکے وار سے خود کو بچا کر ایک ایسی ضرب ماری کہ سپر و مغفر و سر کو کاٹتی ہوئی زمین تک چلی گئی اور حضرت علیؑ نے قلعہ فتح کر لیا۔

ابو رافع غلام رسول خداؐ کہتا ہے کہ جب حضرت علیؑ قلعہ کے نزدیک پہونچے اور اہل قلعہ سے لڑائی ہوئی تو ایک یہودی کی ضرب سے آپکی سپر ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑی پس آپ درِ خیبر کے قریب گئے اور دروازۂ خیبر کو اکھاڑ کر بطور سپر بنا لیا اور لڑتے رہے اور وہ دروازہ حضرت کے ہاتھ ہی میں رہا یہاں تک کہ خدا نے آپکو فتح سے ہمکنار کیا۔ اس کے بعد حضرت نے اس دروازہ کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیا پھر ہم سات آدمیوں نے ملکر کوشش کی کہ اس دروازہ کو اٹھائیں مگر ہم اُسے پلٹ بھی نہ سکے۔

اہم حوالے: اگرچہ مذکورہ بالا فتح خیبر کے واقعات مفصل طور پر تمام کتب احادیث و تواریخ میں مذکور ہیں مگر اس کے چند اہم حوالے ملاحظہ ہوں:

(۱) سیرۃ النبی ابن ہشام جز ۳ صفحہ ۲۸۵ و ۲۸۶

(۲) تاریخ کامل ابن اثیر جزری جز ۲ صفحہ ۸۳ و ۸۴

(۳) تاریخ طبری جزر ۳ ص۹۴

(۴) تاریخ ابوالفدار جزر اول ص۱۴۰

(۵) البدایہ والنہایہ ابن کثیر شامی جزر ۴ ص۸۵ و جزر ۷ ص۲۴۴ و ۲۳۶

(۶) سیرۃ النبی علامہ شبلی نعمانی جلد اول حصہ اول ص۲۵۶

(۷) تاریخ خمیس ابن دیار بکری جزر ۲ ص۵۱

(۸) صحیح بخاری کتاب الجہاد ۵۶ باب ۱۰۲ و ۱۲۱ و ۲۳۴، کتاب ۶۲ فضایل اصحاب النبیؐ باب ۹

(۹) صحیح مسلم کتاب ۳۲ الجہاد حدیث ۱۳۲، کتاب ۴۴ فضایل الصحابہ حدیث ۳۲ تا ۳۵ وغیرہ وغیرہ وغیرہ۔

۸۹۔ **کاسر الاصنام** : عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن جب آنحضرتؐ کعبہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت قبائل عرب کے دھرے ہوئے تھے ہر ایک قبیلہ کا جداگانہ بت تھا۔ آنحضرتؐ چھڑی سے انکو مارتے جاتے تھے اور تلاوت کرتے جاتے تھے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (ترجمہ) حق آیا اور باطل مٹ گیا، باطل تو مٹنے والا ہی تھا۔ پس وہ بت منھ کے بل گر جاتے تھے یہاں تک کہ سب بت گرا دئیے البتہ کعبہ کی چھت پر بنی خزاعہ کا ایک بت باقی رہ گیا جو صیقل کیا ہوا اور پیتل سے ڈھلا ہوا تھا۔ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو اپنے کاندھے پر چڑھایا اور فرمایا کہ اے علیؑ اسکو پھینک دو حضرت علیؑ نے آنحضرت کے دوش مبارک پر چڑھ کر وہ بت گرادیا مذکورہ بالا واقعہ بت شکنی کو حافظ محمد علی حیدر حنفی نے کتاب سیرۃ العلویہ میں ص۹۵ پر تفصیل سے لکھا ہے اور تاریخ روضتہ الاحباب میں جلال الدین غوث نے جلد اول ص۲۹۴ و ۲۹۵ پر بہت خوبصورت انداز سے تحریر کیا ہے اور شعرائے عرب کے اشعار اس واقعہ سے متعلق نقل کئے ہیں اُن میں ایک شعر یہ ہے۔

وَعَلِيٌّ وَاضِعٌ أَقْدَامَهُ ۔۔۔ فِي مَحَلٍّ وَضَعَ اللّٰهُ يَدَهُ

(اور علیؑ نے اپنے قدم اس جگہ پر رکھے جس جگہ پر اللہ نے اپنے ہاتھ رکھے تھے)

نوٹ: شبِ معراج کے سلسلہ میں علمائے اہل سنت نے لکھا ہے کہ آنحضرتؐ جب منزل تقرب میں پہونچے تو آنحضرتؐ کی تسکین کے لئے اللہ نے اپنا ہاتھ رسول اللہ کے شانہ پر رکھا (شاہ ولی اللہ دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ میں بھی ایسے لکھا ہے)

مگر خداوندعالم تو جسم و جسمانیت سے منزّہ ہے نہ اس کے جسم ہے نہ بدن کے حصے لہذا وہ ہاتھ دراصل حضرت علیؑ کا ہوگا جو یداللہ تھے۔ معراج کے واقعہ کے ذیل میں بعض علمائے اہل سنت نے لکھا ہے کہ جب رسول خداؐ سے اصحاب نے پوچھا کہ معراج میں خدا نے آپ سے کس لہجہ میں گفتگو کی تو آپ نے فرمایا علی بن ابی طالب کے لہجہ میں اس لئے کہ علی لسان اللہ بھی ہیں۔ لسان اللہ کے ذیل میں ہم وہ روایت مع حوالے کے پیش کریں گے جس میں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے مجھ سے علی کے لہجہ میں گفتگو کی۔

۹۰۔ الکرّار: بموقعہ جنگ خیبر رسول اکرمؐ نے یہ اعلان کیا اَمَا وَاللّٰہِ لَأُعْطِیَنَّ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا کَرَّارًا غَیْرَ فَرَّارٍ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ۔ یعنی خدا کی قسم کل میں اسکو علم دوں گا جو مرد ہوگا، بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے والا، (میدان سے) نہ بھاگنے والا ہوگا، وہ اللہ و رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ و رسولؐ اسکو دوست رکھتے ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث کے روایت کرنے والے سبھی مورخین و محدثین ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں:۔

اہم حوالے:۔ (۱) تاریخ طبری جزر ۳ ص ۹۴ (۲) تاریخ کامل ابن اثیر جزر ۲ ص ۹۳ (۳) سیرۃ ابن ہشام جزر ۳ ص ۳۸۶ (۴) تاریخ ابو الفدا جزر اول ص ۱۴۰ (۵) البدایہ والنہایہ ابن کثیر شامی جزر ۴ ص ۱۸۵ و جزر ۷ ص ۲۲۴ و ص ۲۳۶ تا ۲۲۹، سیرۃ النبی علامہ شبلی نعمانی جلد اول حصہ اول ص ۴۶۴

۹۱۔ کُفوِ زہراؑ: جناب ام سلمہؑ (زوجۂ رسولؐ) نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر خدا نے علیؑ بن ابیطالبؑ کو پیدا نہ کیا ہوتا تو (میری بیٹی)

کا کفو (ہمسر) کوئی پیدا نہ ہوتا (ارجح المطالب عبید اللہ امرتسری صہ ۳۲۵)

۹۲-۹۳۔ **کلمۃ اللہ و کلمۃ الباقیۃ** : رسول خدا نے فرمایا: تم مانند حضرت عیسیٰ ہو کہ ایک قوم نے ان سے اتنی محبت کی کہ اسی میں ہلاک ہوگئی اور ایک قوم نے ان سے اتنی عداوت کی کہ اسی میں وہ تباہ و برباد ہوگئی پھر فرمایا کہ کیا منافق اس پر راضی نہیں ہیں کہ علیؑ عیسیٰؑ ہیں تو اس پر آیت اتری وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ٥ (سورۃ الزخرف آیہ ۵۷)

یعنی جس وقت عیسیٰؑ ابن مریمؑ کی مثال قائم کی جاتی ہے تو (اے ہمارے رسولؐ) آپکی قوم فوراً اس سے پھر جاتی ہے۔

نوٹ : قرآن مجید میں حضرت عیسیٰؑ کو خداوند عالم نے کلمۃ اللہ فرمایا ہے (سورۃ النساء آیہ ۱۷۱) بنا بریں حضرت علیؑ مثیل عیسیٰؑ ہیں تو کلمۃ اللہ بھی قرار پاتے ہیں (روایت مذکورہ بالا ارجح المطالب ص ۱۷ پر دیکھئے)

حضرت علیؑ نے فرمایا آیہ جَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ٥ (سورۃ الزخرف آیہ ۲۸) ہمارے حق میں نازل ہوئی ہے یعنی امامت کو خدا نے امام حسینؑ کی اولاد میں قیامت تک قائم اور برقرار رکھا ہے (جو حضرت علیؑ کے فرزند ہیں)

ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی مفتی اعظم قسطنطنیہ باب چہارم صہ ۱۱

۹۴ (ل)۔ **لافتیٰ** : جب (جنگ اُحُد میں) مسلمانوں نے فرار کیا تو علیؑ نے مشرکین کے علمبرداروں پر حملہ کر کے انکو قتل کر دیا پھر جناب رسول خداؐ نے مشرکین کی ایک جماعت دیکھی تو حضرت علیؑ سے کہا (ان پر حملہ کرو چنانچہ حضرت علیؑ نے ان پر حملہ کیا اور انہیں متفرق کر دیا اور قتل کر ڈالا، پھر آنحضرتؐ نے مشرکین کی ایک دوسری جماعت اپنی سمت آتی ہوئی دیکھی، علیؑ سے کہا ان پر حملہ کرو چنانچہ پھر علیؑ نے ان پر حملہ کر کے قتل کیا اور متفرق کر دیا۔ اس وقت جبرئیلؑ نے رسول خداؐ سے کہا یہ، ہے علیؑ کی محبت اور غمخواری، رسول خداؐ نے فرمایا کیوں نہ ہو علیؑ محمدؐ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ میں تم دونوں سے ہوں

اور ایک قوم نے ان سے اس قدر بغض کیا کہ وہ اس کی وجہ سے تباہ ہوگئی۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ کیا منافق کو پسند نہیں آیا کہ وہ (علیؑ) عیسیٰؑ کے مانند ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی ولما ضرب ابن مریم (یعنی اے رسولؐ جب مریم کے بیٹے (عیسیٰ) کی مثال بیان کی گئی تو اس سے تمہاری قوم کے لوگ چلانے لگتے ہیں) سورۃ الزخرف آیت ۵۷

حوالہ : امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں آٹھ طریقوں سے اور علامہ ابن حجر نے بھی صواعق محرقہ میں اس کو نقل کیا ہے اور ارجح المطالب صہ۶۱ پر بھی مرقوم ہے۔

۹۸۔ **مثیل ہارون** : جناب رسالتمآب نے ارشاد فرمایا : یا علی تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰ سے تھی بجز اس کے میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا (یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ اِلّا انہٗ لانبی بعدی۔

اہم حوالے : اس حدیث کی صحت میں مؤرخین ومحدثین کا اجماع ہے۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں بھی اس کو صحیح مانا گیا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس حدیث کو نقل کرکے لکھا ہے کہ ائمہ حدیث اس حدیث کی صحت پر باہم متفق ہیں اور اس کی صحت پر سب نے اعتماد اپنا بنایا ہے۔ (اشعتہ اللمعات شرح مشکوٰۃ المصابیح) جلد چہارم ص ۲۶۷، ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ میں اس حدیث منزلت کے ذیل میں لکھا ہے کہ بلاشک صحیح بخاری وصحیح مسلم سے بھی اسکی صحت ثابت ہے اور دیگر کتب سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے۔ منہاج السنۃ جزء ۴ ص ۸۷)

" میں کہتا ہوں کہ حدیث منزلت کی صحت پر سب کا اتفاق ہے چنانچہ ابوعبداللہ بخاری نے اپنی صحیح میں، مسلم بن حجاج نے اپنی صحیح میں، ابوداؤد نے اپنی سنن میں، ترمذی نے اپنی جامع میں، ابو عبدالرحمٰن نسائی نے اپنی سنن میں، ابن ماجہ نے اپنی سنن میں۔ غرضیکہ تمام علمار کا اسکی صحت پر اجماع ہے (ترجمہ عبارت عربی، ماخوذ از کفایت الطالب محمد بن یوسف الکنجی فی مناقب علیؑ بن ابیطالبؑ بذیل حدیث منزلت (یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ اِلّا انہٗ لانبی بعدی)
" کئی راویوں نے عائشہ بنت سعد سے اور اس نے اپنے باپ سے حدیث

اور ایک قوم نے ان سے اس قدر بغض کیا کہ وہ اس کی وجہ سے تباہ ہوگئی۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ کیا منافق کو پسند نہیں آیا کہ وہ (علیؑ) عیسٰیؑ کے مانند ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی ولما ضرب ابن مریم (یعنی اے رسولؐ جب مریم کے بیٹے (عیسٰی) کی مثال بیان کی گئی تو اس سے تمھاری قوم کے لوگ چلانے لگتے ہیں) سورۃ الزخرف آیت ۵۷

حوالہ : امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں آٹھ طریقوں سے اور علامہ ابن حجر نے بھی صواعق محرقہ میں اس کو نقل کیا ہے اور ارجح المطالب ص۱۶ پر بھی مرقوم ہے۔

۹۸۔ **مثیل ہارون** : جناب رسالتمآب نے ارشاد فرمایا : یا علی تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰ سے تھی بجز اس کے میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا (یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی الا انہ لا نبی بعدی۔

اہم حوالے : اس حدیث کی صحت میں مؤرخین و محدثین کا اجماع ہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں بھی اس کو صحیح مانا گیا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس حدیث کو نقل کرکے لکھا ہے کہ ائمہ حدیث اس حدیث کی صحت پر باہم متفق ہیں اور اس کی صحت پر سب نے اعتماد اپنا بتایا ہے۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ المصابیح) جلد چہارم ص ۲۶۷، ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ میں اس حدیث منزلت کے ذیل میں لکھا ہے کہ بلا شک صحیح بخاری و صحیح مسلم سے بھی اسکی صحت ثابت ہے اور دیگر کتب سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے۔ منہاج السنۃ جز ۴ ص ۸۷)

" میں کہتا ہوں کہ حدیث منزلت کی صحت پر سب کا اتفاق ہے چنانچہ ابوعبداللہ بخاری نے اپنی صحیح میں، مسلم بن حجاج نے اپنی صحیح میں، ابوداؤد نے اپنی سنن میں، ترمذی نے اپنی جامع میں، ابو عبدالرحمٰن نسائی نے اپنی سنن میں ابن ماجہ نے اپنی سنن میں۔ غرضیکہ تمام علماء کا اسکی صحت پر اجماع ہے (ترجمہ عبارت عربی، ماخوذ از کفایت الطالب محمد بن یوسف الکنجی فی مناقب علی بن ابیطالبؑ بذیل حدیث منزلت (یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی الا انہ لا نبی بعدی)

" کئی راویوں نے عائشہ بنت سعد سے اور اس نے اپنے باپ سے حدیث

منزلت کو نقل کیا ہے جیسا کہ ابن عساکر کہتا ہے اور بتحقیق اس حدیث کو جناب رسول خدا سے صحابہ کی بہت بڑی جماعت نے روایت کیا ہے اس میں سے عمر، علی، ابن عباس، عبداللہ بن جعفر، معاویہ، جابر بن عبداللہ، جابر بن سمرہ، ابو سعید، براء بن عازب، زید بن ارقم، زید بن ابو اوفیٰ، مالک بن حویرث، انس بن مالک، ام سلمہ، اسماء بنت عمیس، فاطمہ بنت حمزہ۔ ابن عساکر ان سب نے بذیل ترجمۂ علیؑ بہت اچھی طرح کئی طرق سے ثابت کیا ہے۔ دراصل بہت اچھا لکھا ہے" (البدایہ والنہایہ ابن کثیر ثانی جزء، ص ۳۴۲ و ۳۴۱)

۹۹۔ المرتضیٰ : جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ کے ساتھ مدینہ کے ایک راستہ سے گذر رہا تھا کہ ایک نخلستان پڑا تو ایک نخل (کھجور کا درخت) دوسرے نخل سے کہنے لگا کہ یہ نبی محمد مصطفےٰؐ ہیں اور یہ علی مرتضیٰؑ ہیں، پھر ایک تیسرے درخت خرما نے ایک اور درخت خرما سے کہا کہ یہ موسیٰؑ ہیں اور یہ ان کا بھائی ہارونؑ ہے (ارجح المطالب ص ۴۴ و ۴۵)

نوٹ : دراصل حضرت علیؑ نے شب ہجرت بستر رسول خداؐ پر لیٹ کر آنحضرتؐ کی جان بچائی اور اس موقعہ پر آیہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِیْ نازل ہوئی یعنی اپنے نفس کو بیچ کر مرضئ الٰہی کا خدا سے سودا کر لیا اس لئے آپ مرضئ معبود کے حامل و خریدار بن گئے اور آپ کا لقب مرتضیٰ ہو گیا۔ متعدد علمائے اسلام نے حضرت علیؑ کے فضائل و مناقب پر جو کتابیں لکھی ہیں انہوں نے اپنی کتاب کا نام "المرتضیٰ" قرار دیا ہے مثلاً امام نسائی کی مناقب مرتضوی، مناقب مرتضوی محمد صالح کشفی، ابو الحسن علی ندوی صاحب (علی میاں ندوی) کی حالیہ کتاب المرتضیٰ وغیرہ۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی تصنیفات میں حضرتؑ علیؑ کے ساتھ متعدد بار مرتضیٰ کا لقب لگایا ہے۔

۱۰۰۔ المصلّی الی القبلتین : الموفق بن احمد الخوارزمی اپنی سند سے مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ اُنکے حق میں کیا کہتے

تو انہوں نے کہا :

" خدا کی قسم وہ ثقلین (قرآن و اہلبیتؑ) میں سے ایک ہیں، سب سے پہلے یعنی اول کلمہ شہادتین (اشہدان لا الٰہ الا اللہ و اشہدان محمد رسول اللہ) ادا کرنے والے ہیں، دونوں قبلوں (بیت المقدس اور خانۂ کعبہ) کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے والے ہیں، اور انہوں نے دو بیعتیں بیعت اول قبل ہجرت (یعنی بیعت عقبہ) اور بیعت دوم (بیعت رضوان) کیں، اور دو سبطینوں (حسنؑ و حسینؑ) کے باپ ہیں، ان کے لئے آفتاب کو دو مرتبہ رجعت ہوئی۔ اس امت میں وہ مانند ذوالقرنین ہیں (یعنی انکے سر پر دو ضربیں لگیں ایک عمرو بن عبدود کی اور دوسری عبدالرحمٰن بن ملجم ملعون کی) اور وہ میرے اور تمام جن و انس کے مولا ہیں "

حوالے : (۱) ینابیع المودت شیخ سلیمان قندوزی باب ۸۴ ص ۱۲۷

(۲) نفائس المنن حافظ محمد علی حیدر علوی مطبوعہ مدینہ پریس بجنور ص ۲۸۵ و ۲۸۶

۱۰۱۔ **المؤمن** : جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے جناب رسالتمآب فرماتے تھے کہ یا علیؑ تم اول مؤمن ہو باعتبار سبقت الی الایمان اور اسلام کے اعتبار سے اول مسلم ہو۔

(وسیلۃ النجاۃ ملا محمد مبین فرنگی محل صفحہ ۶۶، صواعق محرقہ ابن حجر مکی صفحہ ۶۷ مطبوعہ مصر)

نوٹ : مزید برآں آنحضرتؐ کی حدیث مبارک ہے کہ علیؑ کی محبت ایمان ہے اور ان سے بغض رکھنا نفاق ہے اس کو ہم ماقبل میں معہ حوالے کے لکھ چکے ہیں۔

۱۰۲۔ **المھدی** : حذیفہ یمنی سے روایت ہے کہ رسول خدا نے ارشاد فرمایا: اے مسلمانو! اگر تم علیؑ کو اپنا خلیفہ بناؤ گے تو تم انہیں ہادی و مہدی پاؤ گے (ارجح المطالب صفحہ ۴۴۲ و ۴۴۳)

۱۰۳۔ **مقیم الحجۃ** : عبداللہ بن مسعود راوی ہیں کہ جب خداوند عالم نے حضرت آدمؑ کا پتلا بنا کر ان کے اندر اپنی روح پھونکی تو انکو چھینک آئی اور انہوں نے الحمد للہ کہا۔ اس پر خداوند عالم نے ارشاد فرمایا کہ آدمؑ میں تیری نسل میں دو شخصوں کو پیدا کرونگا

ایک تو نبی رحمت (محمد مصطفیٰ) دوسرے مقیم الحجت (میری حجت قائم کرنے والا) علیؑ اور دونوں کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو میں تجھکو بھی پیدا نہ کرتا۔

(ارجح المطالب صہ ۳۵ بحوالہ حافظ ابوبکر احمد بن الخطیب البغدادی صاحب مناقب)

۱۰۴۔ ممسوس فی ذات اللہ: "کعب بن عجرہ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: علیؑ پر سب نہ کرو وہ خدا کی ذات میں دیوانہ ہے۔ طبرانی اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اسکی تخریج کی ہے"

حوالہ: نفائس المنن حافظ محمد حیدر علوی صہ ۱۲۸

ابوہریرہ اور زید بن خالد سے روایت ہے کہ جناب رسول مقبولؐ نے فرمایا کہ علیؑ کو بُرا نہ کہو وہ ذات خدا میں دیوانہ ہے (ارجح المطالب ص ۵۷۱)

نوٹ: یہاں "دیوانہ" بمعنی "مجنوں" بُرے معنی میں استعمال نہیں ہوا ہے۔ دراصل مفہوم کی ادائیگی میں لفظیں تنگی کرتی ہیں۔ اصل مقصد روایات مذکورۂ بالا میں "ممسوس" سے یہ ہے کہ ہر لمحہ ہر ساعت ہر لحظہ علی بن ابیطالبؑ وہی بولتے اور وہی کرتے اور وہی سوچتے تھے جو عین مرضیٔ و منشائے ایزدی ہوتا تھا اور اسی میں محو اور مستغرق رہتے تھے۔ اگرچہ لفظ "ممسوس" اچھے معنی میں استعمال نہیں ہوتی اسی طرح جس طرح لفظ "حریص" باعتبار معنائے لغوی مقدوح و ناخوشگوار ہے مگر جب بلند ہستیوں کی طرف اس طرح کی لفظیں استعمال کیجاتی ہیں تو وہاں اس کے مجازی معنی لئے جاتے ہیں۔ حریص کے اصلی معنی ہوس کار دھوکا رکھنے والا ہیں۔ مگر سورۃ التوبہ آیہ ۱۲۸ میں حریص کی لفظ رسالتمآبؐ کے لئے خداوند عالم نے استعمال فرمائی ہے مگر وہاں پر اس مطلب کو ادا کرنا ہے کہ آپ کو مسلسل فکر لگی رہتی تھی کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو مؤمن یعنی جنتی بنالیں اور بروز قیامت ان کا داخلہ بہشت میں ہو جائے تاکہ وہاں کی نعمتوں سے مستفیض ہوں قرآن میں اسی معنی میں آپکو حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ کہا گیا ہے جس کا ظاہری ترجمہ ہے "مؤمن بنانے کا آپکو ہوکا ہے" (سورۃ التوبہ آیہ ۱۲۵)

۱۰۵۔ **منارالایمان** : انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہؐ ابوبرزہ اسلمی سے کہہ رہے تھے کہ خداوند عالم نے علیؑ کے بارے میں مجھ سے عہد کر لیا ہے کہ وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا منارہ ہے اور دلیوں کا امام ہے۔ (ارجح المطالب ص۴۲)

ابوالحسن علی میاں ندوی صاحب نے اپنی کتاب "دو متضاد تصویریں" میں اہلبیت علیہم السلام کو تاریکی میں روشنی کا منارہ تسلیم کیا ہے۔

۱۰۶۔ **منجزالوعد** : ابن عباس یا ابن عمر سے روایت ہے انہوں کہا کہ رسول خداؐ نے فرمایا : علیؑ بن ابی طالبؑ میرے وعدہ کا پورا کرنے والا ہے۔ (منجز: پورا کرنے والا۔ (ارجح المطالب ص۴۴)

" محب طبری لکھتے ہیں کہ ابن سلمان کتاب الموافقت میں لکھتے ہیں کہ حبشی بن جنادہ سے مروی ہے کہ میں ابوبکر صدیق کے پاس بیٹھا تھا کہ انہوں نے فرمایا کہ جس شخص سے رسول اللہؐ نے کوئی وعدہ کیا ہو وہ بیان کرے مجمع میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا اے خلیفہ رسول مجھ سے آنحضرتؐ نے تین مٹھی بھر کر کھجور دینے کا وعدہ کیا تھا، حضرت ابوبکرؓ نے اس کو حضرت علیؑ کے پاس بھیجدیا اور کہلوایا کہ آنحضرتؐ نے اس شخص سے تین مٹھی بھر کے کھجور دینے کا وعدہ کیا تھا آپ اسکو تین مٹھی بھر کھجور دیدیں۔ حضرت علیؑ نے دیدیں اور حضرت ابوبکر نے ہر مٹھی کے کھجوروں کو گنوایا چنانچہ وہ گنے گئے تو ہر مٹھی میں ساٹھ کھجور نکلے کسی مٹھی میں نہ ایک کم نہ ایک زیادہ نکلے" یعنی علیؑ کی مٹھی بھی رسولؐ کی مٹھی تھی۔

۱۰۷۔ **مولود الکعبۃ** :

وقتیکہ بہ کعبہ مرتضیٰ شد پیدا	در ارض و سما جلوہ نما شد پیدا
جبریل از آسماں فرود آمد و گفت	فرزند بخانۂ خدا شد پیدا

(خواجہ معین الدین چشتی)

۱۳ رجب المرجب ۳۰ عام الفیل میں ولادت باسعادت امیرالمومنین علیؑ بن ابیطالب کعبہ کے اندر واقع ہوئی یہ جمعہ کا دن تھا اور تاریخ ۱۳ رجب المرجب تھی۔

حضرت رسول خدا نے فرمایا کُنْتُ نُوْرًا اَنَا وَعَلِیٌّ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ تَعَالٰی قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ اٰدَمَ بِاَرْبَعَۃَ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ فَلَمَّا خَلَقَ اٰدَمَ قَسَّمَ ذٰلِکَ النُّوْرَ جُزْئَیْنِ فَجُزْءٌ اَنَا وَجُزْءٌ عَلِیٌّ

(ترجمہ: جب خداوند عالم نے حضرت آدمؑ کو خلق کیا تو اس سے چودہ ہزار سال قبل میں اور علی خداوند عالم کے سامنے بصورت نور واحد تھے پھر جب حضرت آدمؑ کو پیدا کیا تو اس نور کے دو حصے کئے ایک جزء میں ہوں اور ایک جزء علی بن ابیطالبؑ ہیں")

حوالہ: (۱) ریاض النضرۃ محب الدین طبری جلد ۲ صفحہ ۱۶۴

"قد تواترت الاخبارات فاطمۃ بنت اسد ولدت علیا فی جوف الکعبۃ

(ترجمہ: متواتر روایت ہے کہ حضرت علیؑ فاطمہ بنت اسد کے بطن سے عین خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے) ازالۃ الخفاء

اہم حوالے: (۱) ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ مقصد دوم صفحہ ۲۵۱ ماخوذ از مستدرک حاکم (۲) مروج الذہب جلد پنجم صفحہ ۱۲۵ (۳) مطالب السئول کمال الدین محمد طلحہ شافعی صفحہ ۳۷ سید انوار الرحمٰن بسمل جلد اول رسالہ ائمہ ہدیٰ صفحہ ۱۰۵ ا میں حضرت علیؑ کے خصائص حسب ذیل لکھتے ہیں۔ آپ خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے آنحضرتؐ کے آغوش رحمت میں پرورش پائی، سابق الاسلام ہوئے، کبھی بتوں کی پرستش نہیں کی، سب سے پہلے آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھی، الخ" انفاس المنن حافظ محمد حیدر علی علوی صفحہ ۲۶۹)

(ن) ۱۰۸۔ **ناصر رسولؐ اللہ**: ابن عباس کہتے ہیں کہ اصحاب رسول نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ شب معراج میں نے عرش بریں کے پایہ) پر لکھا ہوا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ وایدتہ ونصرتہ بعلی (یعنی نہیں ہے کوئی خدا بجز اللہ کے، محمد اللہ کے رسول ہیں اور انکی تائید و نصرت میں نے علیؑ کے ذریعہ کی (قول خدا)

حوالے: (۱) ریاض النضرہ محب طبری جزء ۳، باب ۴، فصل ۶ صفحہ ۱۶۹ تا ۱۷۲

(۲) کنز العمال ملا علی متقی جزء ۶ صفحہ ۱۵۹ حدیث ۲۶۵۹

(۳) مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی مودۃ ۸

(۴) ارجح المطالب عبید اللہ امرتسری صفحہ ۴۴۳

۱۰۹۔ **نظیر النبیؐ** : انس بن مالک کہتے ہیں جناب رسالتمآب نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کی نظیر اسکی امت میں ہوتی ہے پس علی میری نظیر ہیں۔ (ارجح المطالب صفحہ ۵۴۴)

نوٹ: ہر نبی کے لئے ایک ہی نظیر ہوئی مگر سرکارِ دوعالم حضرت ختم المرسلینؐ چونکہ افضل الانبیاء تھے لہذا قدرت نے آپکی بارہ نظیریں پیدا کیں یعنی آپکی اولاد میں بارہ ائمہ علیہم السلام ہوئے۔ اگرچہ علمائے شیعہ کی کتب احادیث میں یہ حدیث منقول ہے مگر ارجح المطالب کی مذکورہ بالا حدیث سے یہ استناد کیا جاسکتا ہے کہ اللہ نے آپکی بارہ نظیریں تا آخر سلسلہ بسلسلہ خلق کیا ہے اور وہ علیؑ مرتضیٰ سے لیکر امام مہدی علیہ السلام ہیں اور امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں علمائے اہلسنت کی کتب احادیث میں آنحضرتؐ کا یہ ارشاد موجود ہے کہ ہم میں کا آخری میرا ہمنام محمد ہوگا اور وہ حدیث جس سے بارہ ائمہ علیہم السلام کا نظیر پیغمبرؐ خدا ہونا ثابت ہوتا ہے یہ ہے

اولنا محمّد واخرنا محمّد واوسطنا محمّد وکلنا محمّد۔

"ابن مسعود روایت کرتے ہیں کہ جناب ختمی مرتبتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر دنیا میں ایکدن سے سوا باقی نہ رہے گا تو خداوند اس دن کو بڑھا دے گا کہ اس میں میرے اہلبیتؑ میں سے ایک شخص کو پیدا کرے گا۔ اس کا نام اور اس کے باپ کا نام میرے نام اور میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

(ارجح المطالب بحوالہ احمد بن حنبل، ابوداؤد، ابونعیم، ترمذی جنھوں نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے ط ۱۲۶۹ ۴۶۶)

۱۱۰۔ **نفس اللہ** : وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ہ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۰۷) ترجمہ: اور لوگوں میں بعض ایسے ہیں

جو اپنے نفس کو بیچ کر خدا کی رضا خرید لیتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔

اور آیہ اِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ ۝ (سورۃ الانفال آیہ ۳۰)

یاد کرو اے محمد اس وقت کو جب کافروں نے تمہارے ساتھ مکر کیا تاکہ تم کو قید کریں یا قتل کردیں یا شہر بدر کردیں۔ وہ مکر کر رہے تھے اور خدا ان کے مکر کی کاٹ کر رہا تھا اور خدا مکر کرنے والوں کی کاٹ کرنے میں سب سے بہتر کاٹ کرنے والا ہے۔

مذکورہ بالا دونوں آیتیں واقعۂ شب ہجرت سے متعلق ہیں۔ "جنب اللہ" کے تحت ہم نے دونوں آیتوں کو نقل کیا ہے اور آیہ "اذ یمکربک الخ" کی تفسیر میں بطور شاہد علامہ سیوطی کی درمنثور تفسیر قرآن کا حوالہ بھی نقل کردیا ہے۔ ذیل میں ہم ان آیات کی تفسیر میں ایک اور شاہد پیش کر رہے ہیں جو قدرے مفصل ہے۔ ملاحظہ ہو!

اُسد الغابہ ابن اثیر جزری اور غزالی کی احیاء العلوم نیز دیاربکری کی تاریخ الخمیس میں ہے کہ جب علیؑ بستر نبوی پر سو گئے تو خداوند تعالیٰ نے جبریلؑ و میکائیلؑ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے تم دونوں کو بڑی طویل عمریں عطا کی ہیں پس تم دونوں میں سے کون ہے جو اپنے ساتھی پر جان قربان کردے۔ اس خطاب خداوندی کو سنا مگر جبریلؑ اور میکائیلؑ (دونوں فرشتوں) نے اپنی اپنی زندگی کو عزیز سمجھا اور ایک دوسرے پر اپنی زندگی نثار کرنے کو گوارہ نہ کیا اس پر خداوند عالم نے پھر ان سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تم علی کی طرح نہیں ہو سکتے۔ دیکھو میں نے محمدؐ و علیؑ کے مابین بھائی چارہ قرار دیا اور علیؑ بستر نبوی پر اس وقت اس لئے سو رہے ہیں کہ اپنی زندگی کو قربان اپنے بھائی رسول (محمدؐ) پر کردیں۔ اب تم دونوں زمین پر جاؤ اور دشمنوں کے شر سے علیؑ کی حفاظت کرو پس جبرئیلؑ علیؑ کے سرہانے اور میکائیلؑ آپکے پائینتی کھڑے ہوگئے اور جبرئیلؑ نے کہا آپکے مانند کون ہے جس کیلئے خداوند عالم نے فرشتوں پر فخر اور مباہات کیا چنانچہ حق تعالیٰ نے اپنے رسول پر مدینے جاتے ہوئے (حضرت) علیؑ کی شان میں آیہ "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ الخ" نازل کی (حسین دیاربکری تاریخ الخمیس جزء اول ص۲۷ و احیاء العلوم غزالی

جزر ۳ ص۲۲۳ و ۲۲۴)

دیگر اہم حوالے : تاریخ طبری جزر ۲ ص ۲۴۴، سیرۃ ابن ہشام جزر ۲ ص ۹۴، تاریخ کامل جزر ۲ ص ۳۸ تاریخ ابن خلدون جزر ۲ ص ۱۵، البدایہ والنہایہ تاریخ ابن کثیر شافی جزر ۳ ص ۳۳۸، ریاض النضرہ محب طبری جزر ۲ باب ۴ فصل ۶ ص ۲۰۳ وص ۲۰۵، مستدرک حاکم جزر ثالث ص ۱۳۳، امام احمد بن حنبل مسند جزر اول ص ۳۳۱ و ۳۴۸، منہاج السنۃ ابن تیمیہ جزر ۳ صفحہ ۸ فتح الباری ابن حجر عسقلانی جزر ، ص ۱۸۴ باب ہجرۃ النبیؐ۔

نوٹ : مذکورۂ بالا تفصیلات واقعۂ ہجرت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خداوند عالم ہی نے اپنے محبوب پیغمبر آخر الزماںؐ کی جان بچانے کی تدبیر کرنے کے لئے حضرت سرکار دوعالمؐ کے بستر پر آپکی چادر اوڑھکر سو جانے کا حکم اپنے نبیؐ کے ذریعہ حضرت علیؑ کو دیا اور اس طرح حضورؐ گھر سے غار تک پہونچکر چھپ گئے اور زندہ و سلامت غار ثور سے نکل کر بعافیت تمام مدینۂ منورہ پہونچ گئے اور کفار و مشرکین کی دسترس سے باہر ہو گئے اس طرح نہ صرف رسول خداؐ کی جان بچ گئی بلکہ دین اسلام، قرآن، احکام شریعت، اخلاق کریمہ کی نشر و اشاعت، غرضیکہ سبھی کچھ محفوظ ہوگیا اور یہ صرف حضرت علیؑ کے جذبۂ ایثار و قربانی کے اس مظاہرہ کی وجہ سے کہ رات بھر دشمنان خدا اور رسولؐ کی کھنچی ہوئی تلواریں تھیں جن پر قتل رسول اکرمؐ کے ارادہ کی صیقلیں ہو چکی تھیں اور بالکل نبیؐ کریمؐ کے مانند تھے، کفار رات بھر یہ سمجھتے رہے کہ خود رسول اللہؐ سو رہے ہیں، مولائے کائنات بستر رسولؐ پر لیٹے رہے اور اطمینان سے سوتے رہے۔ لہذا مان لیجئے کہ علیؑ بن ابی طالبؑ کے ذریعہ خداوند عالم نے مقصد خلقت کائنات کو محفوظ کر لیا۔

سورۃ الدھر : اب کسی کو یہ کہنے سے کیونکر جھجک ہو سکتی ہے کہ حضرت علیؑ نفس اللہ ہیں اور مرضی کردگار کے مالک بھی ہیں بلکہ حضرت کا اگر سراپا بیان کیا جائے تو آپ ید اللہ بھی ہیں، عین اللہ بھی ہیں، لسان اللہ بھی ہیں، جنب اللہ بھی ہیں، مختصر یہ کہ مشیت اللہ بھی ہیں اور وَمَا تَشَاۗءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ کے مصداق بھی ہیں۔ اس لئے کہ سورۃ الدہر پنجتن پاکؑ کی شان میں نازل ہوئی جب انھوں نے تین دن تک مسکین و یتیم و اسیر کو روزہ افطار

کرنے کے وقت اپنی اپنی روٹیاں دیدیں اور پانی سے افطار کرلیا، آنکھوں میں حلقے پڑ گئے اور نماز کو کھڑے ہوئے تو لوگوں نے دیکھا کہ پیٹ انکی پیٹھ سے چپک گیا ہے۔ (زمخشری کی کشاف جز ۲ ص ۵۱۱ و ۵۱۲، اسباب النزول واحدی، ارجح المطالب عبید اللہ امرتسری باب ۲ ص ۲)

۱۱۱۔ **نفسِ رسولؐ :** مذکورہ بالا آیت سے بھی حضرت علیؑ نفس رسولؐ ہیں اسکے علاوہ آیۂ مباہلہ جسے ہم ذیل میں نقل کر رہے ہیں حضرت علیؑ کا نفس رسولؐ ہونا صریحاً ثابت ہے۔ آیۂ مباہلہ: قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ (سورۂ آل عمران آیۃ)

ترجمہ: (اے نبیؐ) جو لوگ آپ سے عیسیٰؑ کے بارے میں بحث و حجت کرتے ہیں ان سے کہئے کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں، عورتوں اور نفوس کو لائیں اور تم بھی ان کو لاؤ اور پھر مباہلہ کریں، اور جھوٹوں پر لعنت کریں۔

مفسرین اسلام نے لکھا ہے کہ نجران کے عیسائیوں سے یہ مباہلہ واقع ہوا اس لئے کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا کہنے پر مصر تھے اس لئے کہ وہ بے باپ کے بطن مریمؑ سے پیدا ہوئے تھے۔ خداوند عالم نے قرآن میں مذکورہ بالا آیت کے قبل اور دیگر مقامات پر عیسائیوں کے اس عقیدہ کے خلاف ایک محکم دلیل پیش کی کہ خدا ہی نے آدمؑ و حواؑ کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا تو آخر تم آدمؑ کو خدا کا بیٹا کیوں نہیں مانتے۔ جب اس محکم دلیل کے بعد بھی نصاریٰ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے تو مذکورہ بالا آیت کے ذریعہ خداوند عالم نے سرکار دوعالمؐ پر وحی نازل کی کہ وہ نجران کے نصاریٰ کو دعوت دے دیں اور مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر لعنت کریں تاکہ عذاب ان پر نازل ہو۔

آیۂ مباہلہ کی وجہ نزول مع واقعۂ مباہلہ ملاحظہ ہو: (فارسی سے اردو میں ترجمہ)

"جناب رسول خداؐ نے ایک مکتوب نصارائے نجران کے پاس بھجوایا اور انکو اسلام کی دعوت دی۔ اہل نجران نے باہم مشورہ کرکے چودہ آدمیوں کو اپنے میں سے منتخب کرکے آنحضرتؐ کی خدمت میں مدینہ بھیجا تاکہ رسول خدا کے حالات کی تحقیق کرکے انکے پاس خبر

بھجوائیں۔ ان میں سے صرف تین آدمیوں کے ہاتھ میں پورا معاملہ تھا ایک تو عبد المسیح المعروف بہ عاقب دوسرا الیہم ملقب بہ سید اور تیسرا ابو الحارث، جب وہ لوگ مدینہ پہونچے تو اپنے سفر کے کپڑے اتار کر لباس فاخرۂ ریشم، و انگشتر ہائے طلائی پہنکر مسجد میں آئے اور سلام کیا لیکن آنحضرتؐ نے سلام کا جواب نہ دیا بلکہ اپنا چہرہ انکی طرف سے پھیر لیا وہ لوگ مسجد سے باہر آئے اور عثمان بن عفانؓ اور عبد الرحمٰن بن عوف سے کہا کہ تمھارے پیغمبر نے ہمکو خط لکھ کر بلایا اور جب ہم آئے اور سلام کیا تو انھوں نے سلام تک کا جواب نہ دیا ہم ان سے گفتگو کرنا چاہتے تھے، لیکن ادھر سے بجز خاموشی کوئی جواب نہ ملا۔ اب تمھاری رائے کیا ہے ہم ٹھہریں یا واپس جائیں۔ عثمان و عبد الرحمٰن آنحضرتؐ کے منشا و مزاج کو نہ سمجھ سکے اس لئے حضرت علیؑ کی خدمت میں آکر عرض کی کہ آپکی رائے کیا ہے تو حضرت نے کہا کہ یہ لوگ یہ لباس فاخرۂ ریشمی اور سونے کی انگوٹھیاں اتار دیں اور رہبانوں کا لباس پہنکر آپؐ کی خدمت میں جائیں ان لوگوں نے حضرت علیؑ کے کہنے پر عمل کیا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر سلام کیا تو آپؐ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ قسم بخدائے لم یزل جس نے مجھکو سچائی پر مبعوث کیا ہے جب یہ لوگ پہلی بار میرے پاس آئے تھے تو انکے ہمراہ ابلیس تھا اس کے بعد آنحضرتؐ نے انکو اسلام کی طرف دعوت دی ان لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ عیسٰیؑ کی شان میں کیا کہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس سوال کا جواب میں تم لوگوں کو آج نہیں دوں گا۔ اس شہر میں قیام کرو تا کہ اس سوال کا جواب مجھ سے سنو۔ گویا آپ وحی کے انتظار میں تھے۔ پس دوسرے روز آیات ہذا نازل ہوئیں:

آیۂ مباہلہ: "بہ تحقیق خدا کے نزدیک آدمؑ کی طرح عیسٰیؑ کی بھی مثال ہے کہ پہلے آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا اور پھر خدا نے فرمایا کہ ہو جا اور وہ ہو گیا یہ امر حق ہے اے نبیؐ آپکے خدا کی طرف سے۔ اب آپ شک کرنے والوں میں نہوں (الحق من ربک فلا تکن من الممترین (سورۂ آل عمران آیہ ۱۰) (پس اے رسولؐ! حق بات تمھارے پروردگار کی طرف سے بتائی جاتی ہے تو تم شک کرنے والوں میں نہ ہو جانا) اس کے بعد کے تمھارے

پاس یہ علم آچکا ہے اگر کوئی حجت (و تکرار) کرے تو تم اس سے کہو کہ آؤ ہم تم اپنے اپنے بیٹوں اپنی اپنی عورتوں اور اپنے اپنے نفوس کو جمع کریں پھر باہم مباہلہ کریں پس جھوٹ بولنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ آنحضرت نے ان (نصارائے نجران) کو طلب کیا اور انکو یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں مگر انہوں نے آپکی پیش کردہ دلیل کا اقرار نہیں کیا اور اپنے اعتقاد پر جمے رہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اب چونکہ تم لوگوں کو یقین نہیں آتا تو آؤ ہم باہم مباہلہ کریں یعنی ایک دوسرے پر بددعا کریں اور کل آئیں۔ دوسرے دن وہ لوگ رسول خداؐ کی خدمت میں آئے۔ ادھر آپنے مباہلہ کی تیاری کرلی اور حسینؑ بن علیؑ کو گود میں لیکر اور حسنؑ بن علیؑ کی انگلی پکڑ کر اس طرح نکلے کہ آپ کے پیچھے پیچھے حضرت فاطمہؑ و حضرت علیؑ تھے، آنحضرتؐ نے اُن سے کہا جب میں بددعا کروں تو تم لوگ آمین کہنا۔ سبحان اللہ کیا وقت اور کیسا سماں اور کیسے گواہ تھے اور کتنے مشہور تھے۔ جماعت نصارٰی نے جب اُن پنجتن پاک کو دیکھا اور آنحضرتؐ کے اس ارشاد دعا کو اور آمین کو سنا تو ڈر گئے۔ ابوالحارث بن علقمہ کہ سب سے زیادہ دانشمند تھا کہنے لگا: اے قوم والو! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ خدا سے دعا کریں کہ پہاڑ ہٹ جائے تو خداوند عالم انکی مرضی و دعا پر پہاڑ کو ہٹا دے، ہرگز ان سے مباہلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہوجاؤگے اور کوئی ایک نصرانی صفحۂ زمین پر باقی نہ بچے گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر یہ مباہلہ کرتے تو بندرو اور سوروں کی شکل میں مسخ ہوجاتے اور خداوند تعالیٰ انکے اوپر آگ برساتا اور اہل نجران ہلاک ہوجاتے، انکے درختوں پر ایک پرندہ باقی نہ رہتا اور تمام نصارٰی تباہ ہوجاتے۔ ان لوگوں نے عرض کی اے ابوالقاسم ہم مباہلہ نہیں کریں گے آپنے فرمایا اچھا اسلام قبول کرلو انہوں نے کہا کہ ہم سے یہ کام نہ ہوگا آپ نے فرمایا پھر جنگ کے لئے تیار ہوجاؤ، انہوں نے کہا ہم میں آپ سے جنگ کے مقابلے کی طاقت نہیں۔ البتہ ہم اس بات پر آپ سے صلح کرتے ہیں کہ ہر سال دو ہزار پوشاکیں جن میں سے ہر ایک چالیس درہم کی ہوگی آپ کو ادا کریں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ اسکے

علاوہ تیس گھوڑے اور تیس اونٹ، تیس زرہیں اور تیس نیزے بھی دیں گے پس ان تمام چیزوں پر مصالحت ہوگئی"

۱۔ مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق دہلوی مطبوعہ نول کشور پریس، کانپور ۱۹۰۴ء ص۴۹۸ تا ۵۰۰

۲۔ محدث شیرازی غیاث الدین جلد اول جزء ۳ ص۴۳، ۴۴،

۳۔ علامہ جار اللہ زمخشری تفسیر کشاف بذیل آیۂ مباہلہ

۴۔ روضتہ الاحباب جمال الدین ص۳۶۵

۵۔ صواعق محرقہ ابن حجر مکی باب ۱۱ فصل اول ص۹۳

۶۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر شامی جزء ص۲۲۹ وغیرہ وغیرہ

جب تقریباً دو درجن اکابر علمائے تاریخ و حدیث و سیر نے آیات متعلقہ بہ مباہلہ میں تحریراً اقرار کرلیا کہ حضراتِ حسنینؑ کو "اَبْنَاءَنَا"، حضرت زہراؑ کو "نِسَاءَنَا" اور حضرت علیؑ کو "اَنْفُسَنَا" کی جگہ پر رسول خدا میدانِ مباہلہ میں لیکر گئے تو کیا اس کے بعد کوئی گنجائش رہتی ہے کہ آدمی وہ بھی با سواد حضرت علیؑ کو نفسِ رسولؐ اکرم نہ مانے۔ اسی لئے آپکے نفسِ رسولؐ ہونے کی وجہ سے جو کمالات آنحضرتؐ میں پائے جاتے تھے ان سبھی کمالات کے حامل حضرت علیؑ تھے۔ اور نفس رسولؐ یقیناً نفس اللہ ہے۔

(۹) ۱۱۲۔ **وارثِ رسولؐ اللہ** : ابو اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے قثم بن عباس سے پوچھا کہ علیؑ کیونکر رسول خدا کے وارث قرار پائے تو جواب دیا کہ ہم سے پہلے وہ رسولِ خداؐ سے ملے اور ہم سے زیادہ آنحضرتؐ سے وابستہ رہے۔ (ملا محمد مبین فرنگی محلی کی وسیلۃ النجاۃ ص۶)

وصی و وارث نبیؐ ہونے کے ذیل میں حسب ذیل حدیثیں بھی کتب اسلامیہ میں موجود ہیں:

۱۔ بریدہ اسلمی کہتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا کہ ہر ایک نبی کا وصی و وارث ہوتا ہے اور میرا وارث و وصی علی بن ابیطالب ہے۔

۲۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے ہر ایک نبی کے لئے ایک وصی مقرر کیا ہے، آدمؑ کے لئے جناب شیثؑ کو اور موسیٰؑ کے لئے یوشع

بن نونؑ کو اور عیسیٰؑ کے لئے شمعون کو وصی بنایا اور میرا وصی علیؑ ہے اور میرا وصی تمام اوصیا، سے افضل ہے۔

۲۔ عمر بن خطاب کہتے ہیں کہ جب عقد مواخاۃ قائم کیا تو جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ یہ علیؑ میرا اخی دنیا و آخرت میں ہے اور امت میں میرا وصی ہے۔ میرے علم کا وارث ہے، میری ذمہ داریاں ادا کرے گا، جو میرا ہے وہ اس کا ہے۔ اس کا نفع میرا نفع ہے۔ اور اس کا ضرر و نقصان میرا نقصان و ضرر ہے، جس نے اس سے محبت کی گویا مجھ سے محبت کی اور جس نے اس سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا۔

اہم حوالے: (۱) مودۃ قربیٰ ہمدانی مودۃ الرابعۃ السادسۃ، ینابیع المودۃ قندوزی صفحات ۲۵، ۳۲، ۸، اور ۹

(۲)۔ فردوس الاخبار دیلمی ساتویں کتاب فضایل امیر المومنین میں، آٹھویں حدیث

(۳) مطالب السؤول محمد بن طلحہ الشافعی ص۲۰

(۴) کتاب المناقب اخطب خوارزمی ص۱۱

(۵) تاریخ طبری جزء دوم ص۲۱۷ (۶) کنز العمال ملا متقی جزء ۶ ص۱۵۴ حدیث ۲۵۰۰

(۶) ریاض النضرہ محب طبری جزء دوم باب چہارم فصل ششم ص۱۷۱

(۷) مستدرک علی الصحیحین حاکم جزء ۳ ص ۱۲۵

۱۱۳۔ وزیر رسولؐ اللہ: جب آیہ وَاَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْاَقْرَبِينَ (سورۃ الشعراء آیہ ۲۱۴) یعنی اے نبیؐ آپ اپنے قرابتداروں کو ڈرائیے،، کا حکم رسول خدا کے پاس جبرئیل لیکر آئے تو آپ نے اپنے قرابتداروں (اہل قریش) کو دعوت دی، حضرت علیؑ سے کہا کچھ طعام تیار کرو جس میں بکری کا شانہ اور دودھ ہو اور تمام بنی عبد المطلب کو جمع کرو۔ پس حضرت علیؑ نے ایسا ہی کیا۔ وہ تقریباً چالیس افراد تھے۔ حضرت علیؑ نے کھانا لگایا سب لوگوں نے جی بھر کر کھایا جب کہ وہ کھانا صرف ایک آدمی کا پیٹ بھرنے کے لئے کافی ہوتا۔ اس کے بعد رسول خدا نے کچھ ارشاد فرمانا چاہا مگر ابولہب نے جلدی کرکے

کہنا شروع کیا کہ دیکھا تم لوگوں نے کہ تمھارے (محمدؐ) نے تمھارے ساتھ کیسا سنمت جادو کیا ہے اس پر وہ سب لوگ متفرق ہو گئے اور آنحضرتؐ اپنی بات نہ کہہ سکے۔ رسول خداؐ نے فرمایا کہ یا علی تم نے دیکھا کہ اس شخص نے کس طرح مجھ پر سبقت کلام کی ہے اچھا کل پھر کھانے کا انتظام کرنا اور انکو دعوت دینا جیسا کہ آج کیا ہے۔ حضرت علیؑ حکمِ رسولؐ دوسرے دن بھی بجالائے اور جب وہ لوگ کھا پی چکے تو آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمھارے لئے دنیا و آخرت کی فلاح و بہبود لیکر آیا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ عرب میں کوئی شخص اس سے بہتر چیز لایا ہو اور مجھے خداوندِ عالم نے حکم دیا ہے کہ میں تمھیں اسکی طرف دعوت دوں جو میں لیکر آیا ہوں پس تم میں سے کون ہے جو اس امرِ رسالت میں میرا وزیر ہو اور بھائی، میرا وصی اور میرا خلیفہ بنے۔ وہ سب کے سب خاموش رہے۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میں اسوقت ان لوگوں میں سب سے چھوٹا تھا اور میرا پیٹ سب میں بڑا تھا اور میری پنڈلیاں سب سے زیادہ پتلی تھیں لیکن میں نے کہا یا رسول اللہؐ میں آپکا وزیر بننے کے لئے تیار ہوں۔ پس آنحضرت نے علیؑ کی گردن ہاتھ سے پکڑی اور فرمایا: اے لوگو! یہ میرا بھائی، میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے پس تم اس کی بات سنو اور اسکی اطاعت کرو۔ تمام لوگ سنتے ہوئے اٹھ گئے اور (حضرت) ابو طالبؑ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ اپنے بیٹے کی سنو اور اسکی اطاعت کرو۔

(تاریخ ابوالفدا جزء اول ص۱۱۶)

نوٹ: دعوت ذوالعشیرہ میں آنحضرتؐ کا حضرت علیؑ کو اپنا وصی، خلیفہ اور بھائی قرار دینے کا واقعہ متواترات میں سے ہے اور اسکی تکذیب کسی صاحب دیانت و منصف مزاج سے ممکن نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا مقصد دوم (ترجمۂ اردو) جلد سوم ص۱۶۲۷ پر تحریر فرمایا ہے۔

"قبل ہجرت آنحضرتؐ نے (حضرت) علیؑ کے ساتھ ایسے ہی معاملات کئے جس سے خلافت کی توقع ہوتی ہے اور یہ خلافت خاصہ کے لوازم میں سے ہے۔"

اور اس کے آگے چل کر لکھا ہے "ذی العشیرہ کے واقعہ کی وجہ سے علیؑ آنحضرتؐ کے وارث ہوئے"

دیگر اہم حوالے: (۱) تاریخ الامم والملوک محمد بن جریر الطبری جزء دوم ص۲۱۷

(۲) تاریخ کامل ابن اثیر جزء ۲ ص۲۲

(۳) النہایہ تاریخ ابن کثیر شامی جزء ۳ ص۴۰

(۴) ریاض النضرہ محب الدین طبری جزء ۲، باب ۴ فصل ۶ ص۱۶۸ و ۲۰۳

(۵) مسند امام احمد بن حنبل جزء اول ص۱۱۱

۱۱۴۔ **الوصی**: ابوسعید خدری جناب سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب رسول خدا سے عرض کی کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے حضور کا وصی کون ہے تو فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو موسیٰ کا وصی کون تھا میں نے کہا یوشع بن نون اس لئے کہ امت موسیٰ میں وہ سب سے بڑے عالم تھے، سرورِ عالم نے فرمایا میرا وصی، میرا رازدار اور جن لوگوں کو اپنے بعد میں چھوڑوں گا ان سب سے بہتر اور میرے وعدوں کو پورا کرنے والا (منجز الوعد) میرے قرضوں کا ادا کرنے والا علیؑ بن ابی طالبؑ ہے اور علیؑ میرا بھائی اور میرا وزیر ہے۔

(۱) سید علی ہمدانی کی مودۃ القربیٰ مودہ ۴

(۲) ینابیع المودۃ قندوزی ص۲۳۵

(۳) سبط ابن جوزی تذکرۂ خواص الامۃ ص۲۶

شیخ سلیمان بن ابراہیم قندوزی مفتی اعظم قسطنطنیہ نے ینابیع المودۃ میں لکھا ہے: عتبہ بن عامر الجہنی کہتے ہیں کہ ہم نے رسول خدا کی بیعت تین باتوں پر کی تھی (۱) کلمۂ لا الٰہ الا اللہ (۲) محمد رسول اللہ (۳) علی وصی رسول اللہ۔ ان تینوں میں سے ایک کو بھی اگر ہم چھوڑیں گے تو کافر ہو جائیں گے۔ جناب رسول خدا نے ہم سے کہا کہ علیؑ کو دوست رکھو کیونکہ خدا اس کو دوست رکھتا ہے اور علیؑ سے حیا کرو کیونکہ خداوند اس سے حیا کرتا ہے۔

۱۱۵۔ **ولی المتقین**: رسول خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا تم متقیوں کے امام ہو!

(مطالب السؤل محمد بن طلحہ الشافعی باب اول ص۱۳ فصل ۲)

۱۱۶۔ **ولی اللہ**: رسول خدا نے فرمایا میں جب معراج میں گیا تو دروازۂ جنت پر لکھا ہوا دیکھا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ حَبِیْبُ اللّٰہِ وَعَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ۔

(سبط ابن جوزی کی تذکرۃ خواص الامۃ ص۳)

(ھ) ۱۱۷۔ **الہادی :** انس بن مالک راوی ہیں کہ جب یہ آیت اتری اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ (سورۃ الرعد آیہ ۷) تو رسول خداؐ نے فرمایا کہ میں منذر (ڈرانے والا) اور علیؑ ہادی ہیں۔

آیت کا ترجمہ: (اے رسولؐ) بیشک آپ ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہے۔

تفسیر ابن مردویہ ابن جریر اور ابو نعیم نے معرفت میں اور دیلمی و ابن عساکر و ابن نجار نے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت اتری تو رسول خداؐ نے اپنے سینۂ اقدس پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ میں منذر (ڈرانے والا) ہوں پھر آپ نے دست مبارک حضرت علیؑ کے شانہ پر رکھکر فرمایا کہ اَنْتَ الْھَادِی یا علی بِکَ یَھْتَدِی الْمُھْتَدُوْنَ بعدی (یا علیؑ تم ہادی ہو اور میرے بعد تمھارے ہی ہاتھوں ہدایت پانے والے ہدایت پائیں گے) اور اسی روایت کو اختلاف الفاظ کے ساتھ ابن مردویہ نے ابن عباس سے اور عبداللہ ابن احمد نے زوائد مسند میں اور ابن ابی حاتم اور طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور تصحیح بھی کی ہے اور ابن مردویہ و ابن عساکر نے حضرت علیؑ سے بھی روایت کی ہے۔ (تفسیر در منثور حافظ جلال الدین سیوطی جلد چہارم ص۴۵ مطبوعہ مصر)

مذکورۂ بالا آیت میں "ھادٍ" کے مصداق حضرت علیؑ ہیں اور چونکہ "لِکُلِّ قَوْمٍ" کی شرط اسکے ساتھ لگی ہے لہذا اس سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ کے صلب اقدس سے گیارہ ائمہ اطہار علیہم السلام پیدا ہوئے جنھوں نے امت رسول مقبولؐ کی رہنمائی کی اور یہ سلسلۂ ہادیٔ دین امام مہدیؑ پر ختم ہوا جو پردۂ غیب میں زندہ و سلامت ہیں اور جب زمین ظلم و جور سے بھر جائیگی تو ظہور فرماکر بحکم خدا اسکو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔

حوالے: (۱) شیخ سلیمان قندوزی کی ینابیع المودۃ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۱ھ باب ۲۶ ص۹۹ و ۱۰۰

(۲) علامہ متقی کی کنز العمال جزء ۶ ص۱۵۷ حدیث ۲۶۳۱

(۳) حاکم کی المستدرک علی الصحیحین جزء ۳ ص۱۲۹ و ۱۳۰

(۴) البدایہ والنہایہ تاریخ ابن کثیر شامی جزء ۷ ص۳۵۹ و ۳۵۸

(ی) ۱۱۸۔ **ید اللہ :** حضرت علیؑ کے بارے میں ہم اس کتاب میں متعدد القاب کے

ذیل میں دکھا چکے ہیں کہ وہ حبیب اللہ، نفس اللہ، عین اللہ ہیں، اسی اعتبار سے آپ ید اللہ بھی ہیں۔ جس شجاع کو جہاد اسلام کرنے کے لئے خدا کی طرف سے ذوالفقار بھیجی گئی اور جس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے میدان جنگ میں قتال کر کے بہادری کے زبردست مظاہرے کئے ہوں اور راہِ خدا میں اپنی جان کی بازی لگادی ہو اسکو اگر "یداللہ" کہا گیا ہو تو کونسی حیرت کی بات ہے۔ علامہ اقبال نے قرآنی حقائق کی روشنی میں فرمایا ع: ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ۔ حضرت علیؑ کے اس لقب میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے بشرطیکہ مسلمان عقل و عدل و انصاف سے کام لے۔ علامہ اقبال کا حسب ذیل شعر مزید تائید کے لئے درج کیا جارہا ہے۔

ع مرسل حق کرد نامش بوتراب ؛ حق یداللہ خواند در ام الکتاب

(ترجمہ) جناب رسول خدا نے انکو بوتراب کا نام دیا اور اللہ نے قرآن مجید میں حضرت علیؑ کو یداللہ فرمایا ہے)

اور جس کے لئے مغرب سے آفتاب واپس آیا ہو وہ یقیناً "یداللہ" کہلانے کا مستحق ہے چنانچہ علامہ اقبال فرماتے ہیں: ع

ہر کہ در آفاق گردد بوتراب ؛ باز گرداند ز مغرب آفتاب

نفائس المنس میں صفحہ ۲۲۳ پر مولوی حافظ محمد علی حیدر علوی مطبوعہ مدینہ پریس بجنور میں لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: کفی وکف علیؑ فی العدد سواء (یعنی میری ہتھیلی اور علیؑ کی ہتھیلی عدد میں برابر ہیں، اس سے اور بھی ثابت ہے کہ جیسے قرآن مجید میں بیعت لینے میں آنحضرتؐ کی بیعت خدا کی بیعت ہے اور آپکا ہاتھ خدا کا ہاتھ اسی طرح مذکورہ حدیث رسولؐ سے حضرت علیؑ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہونا ثابت ہے۔

محمد صالح کشفی مناقب مرتضوی صفحہ ۲۲۱ میں لکھتے ہیں: ع

کفی کافی آن شاہ جوان مرداں یداللہ بود ؛ وگرنہ کی تواند آدمی کندن در خیبر

اگر حضرت علیؑ "یداللہ" نہ ہوتے تو آپ یہ نہ فرماتے کہ مَاقَلَعۡتُ بَابَ خَیۡبَرَ اِلَّا بِقُوَّۃِ الرَّبَّانِیَۃِ۔ یعنی میں نے نہیں اکھاڑا در خیبر کو مگر قوتِ ربانیہ کے ذریعہ۔

۱۱۹۔ یعسوب المومنین: حضرت علیؑ نے فرمایا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ علیؑ یقیناً

مومنین کے بادشاہ وسردار ہیں اور مال منافقوں کا پیشوا ہے (تفصیل امیر النحل کے تحت دیکھئے)
اور حضرت سلمان فارسی کہتے ہیں کہ رسول مقبولؐ نے فرمایا کہ یہ علیؑ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے اور
مومنین کے سردار ہیں۔ (۱) ارجح المطالب عبید اللہ امرتسری ص ۲۴ و ۲۴ (۲) محب الدین طبری کی
ریاض النضرۃ جزء ۲ باب ۴ فصل ۶ ص ۱۷۷ (۳) مستدرک حاکم ترجمہ علیؑ بن ابی طالبؑ جزء ۳ ص ۱۲ وغیرہا

(فروگذاشت)

نمبر ۱۰۷ مولود کعبہ سے قبل مولا کا خطاب نقل کرنے سے رہ گیا جو حسب ذیل ہے :۔

مولا

غدیر خم کے وسیع میدان میں حج آخر کے بعد جب جبرئیل امین یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (اے رسول! آپ کی طرف جو نازل کیا ہے اسکو پہونچا دیجئے اور اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو گویا آپ نے رسالت کا کام انجام ہی نہیں دیا) سورۂ مائدہ کی آیت ۶۸ لیکر حضورؐ کے پاس آئے تو رسولؐ خدا نے پالان شتر کا منبر قائم کر کے ایک طویل خطبہ دیا اور حضرت علیؑ کو اپنے ہاتھوں پر بلند کر کے فرمایا من کنت مولاہ فہذا علی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ (جس کسی کا میں مولا ہوں اس کا یہ علی مولا ہے، بار الہا! جو اسکو دوست رکھے تو اسکو دوست رکھ جو اس سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی کر اور جو اسکی مدد کرے تو اسکی مدد کر اور جو اسکو چھوڑ دے تو اس کو چھوڑ دے۔

"مذکورہ بالا آیت غدیر خم میں حضرت علیؑ کے حق میں نازل ہوئی"

حوالے :۔ تفسیر درمنثور علامہ سیوطی، کشف البیان علامہ ثعلبی، تفسیر کبیر علامہ فخرالدین رازی وغیرہ بذیل آیۂ مذکورہ۔ تقریباً ۱۵۲ محدثین ومفسرین و دیگر مصنفین اہلسنت نے اس حدیث کی تصدیق کی ہے۔

مصنّف کی دیگر کاوشیں:

تجلّیاتِ بدر ! اس مجموعۂ قصائد میں قصیدہ گوئی کے فن پر ایک جامع اور مبسوط مقدمہ شامل ہے جو تحقیقی اعتبار سے نہایت مفید اور سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ دوسرا ایڈیشن مصنف کے شاہکار قصیدوں کے اضافہ کے ساتھ عنقریب منظرِ عام پر آئے گا۔ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کیجیے۔

فیضانِ ابوطالبؑ ! پدرِ بزرگوار جنابِ علی مرتضیٰؑ و عمِ ذی وقارِ ختمی مآب محمد مصطفےٰ یعنی حضرت ابوطالبؑ کے حالات و افکار و مقدمات و ارشادات و ابیات کا لاجواب گلدستہ جس میں حضرت ابوطالبؑ کے ایقان و عرفان پر مستحکم دلیلیں پیش کی گئی ہیں اور ثابت کیا گیا ہے کہ وہ صاحبِ اعجاز و کرامت تھے۔ (ہدیہ ‎5/-‎ Rs.)

خصائصِ مرتضوی ! صحاح ستہ کے مصنفین کی ایک نمایاں فرد امام نسائی کا کارنامہ ہے جسے تحریر کرنے کے باعث انہیں ہلاکت میں ڈال دیا گیا تھا۔ اس کتاب میں حضرت علیؑ کے بارے میں آنحضرتؐ کی ان معتبر حدیثوں کو جمع کیا گیا ہے جو اُموی مزاجوں پر گراں گذرتی ہیں۔ مصنّف نے اس کتاب میں عربی اور اردو دونوں میں ایک مفید اور معلوماتی مقدمہ لکھ کر شامل کیا ہے۔ (ہدیہ ‎2/-‎ Rs.)

علمائے بغداد کانفرنس ! یہ کتاب دراصل مناظرہ کی وہ مختصر روئیداد ہے جو ملک شاہ سلجوقی کے دربار میں اس کے وزیر نظام الملک طوسی کی موجودگی میں شیعہ اور سنّی علماء کے درمیان ہوا تھا اور ملک شاہ نے اسکے بعد مذہب حق قبول کیا اور ایران میں شیعیت کو فروغ حاصل ہوا۔ اس کتاب کے اصل مصنف علامہ مقاتل بن عطیہ ہیں جو بذاتِ خود مناظرہ میں شریک تھے مرتبِ ہٰذا نے مناظرہ کی افادیت اور تاریخ پر ایک جامع مقدمہ لکھ کر کتاب کی اہمیت کو مزید بڑھایا ہے (ہدیہ ‎12/-‎ Rs.)

ابوالحسن علی ندوی کی دو متضاد تصویریں ! یہ کتاب ابوالحسن علی ندوی صاحب کی دو متضاد تصویریں (شیعہ اور سنّی) کی رد ہے جس میں خود انکی تحریروں کے تضاد کو واضح کیا گیا ہے، نیز یہ کوشش کی گئی ہے کہ نہایت متانت اور سنجیدگی کیساتھ ناقابل انکار حقائق سے موصوف کے باطل افکار کی نقاب کشائی کی جائے۔ (ہدیہ ‎5/-‎ Rs.)

The Unaltered Quran and its rules of interpretation

اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن مجید قطعاً تحریف سے مبرا ہے اور اسکو حضرت علیؑ نے رسول خدا کی نگرانی میں جمع کیا تھا اور وہی آج تک مروج ہے اور اس کتاب میں رشدی ملعون کی شیطانی آیات کا مکمل جواب موجود ہے۔ (ہدیہ ‎3/-‎ Rs.)

اپنے آرڈر اس پتہ پر بھیجیں۔ ضیاء الملت اکیڈمی۔ اے ۳/۲۴ پھاٹک تقی علی خاں حقیم گنج، وارانسی